ہفت روزہ
ندائے خلافت
لاہور
43
www.tanzeem.org
27 صفر تا 4 ربیع الاوّل 1440ھ/ 6 تا 12 نومبر 2018ء

نکتہ توحید کی تفسیر

توحید کی بنیاد پر جو نظام قائم ہوتا ہے صرف اور صرف وہی نظامِ عدل وقسط کہلانے کا استحقاق رکھتا ہے۔ یہ نظامِ توحید ہی سماجی سطح پر کامل انسانی مساوات قائم کرتا ہے۔ یعنی نسل، رنگ، زبان، پیشہ اور جنس کی بنیاد پر نہ کوئی بلند واعلیٰ ہوتا ہے، نہ کوئی کم تر و پست۔ پھر یہ مرد وعورت کے منصفانہ طور پر حقوق اور فرائض کو متعین کرتا ہے۔ معاشی سطح پر یہ نظام ملک کے ہر شہری کی ناگزیر بنیادی ضروریاتِ زندگی کی کفالت کا ذمہ دار ریاست کو قرار دیتا ہے۔ آجر و مستأجر (مزدور و کارخانہ دار) کے درمیان عدل وانصاف اور اخوت کی فضا پیدا کرتا ہے۔ جاگیرداری کی لعنت کا مکمل خاتمہ کرتا ہے۔ اس نظامِ توحید میں سیاسی سطح پر حاکمیت مطلقہ صرف اللہ کی ہوتی ہے۔ ملک کی پارلیمنٹ یا اسمبلی ﴿اَمْرُهُمْ شُوْرٰى بَيْنَهُمْ﴾ کے اصول پر شریعت کے دائرے کے اندر رہتے ہوئے دیگر انتظامی وفلاحی اُمور کے لیے قانون سازی کی مجاز ہوتی ہے، لیکن وہ اللہ اور رسول ﷺ یعنی کتاب وسنت میں بیان کردہ حدود وتعزیرات میں ایک شوشہ کے برابر بھی تغیر وتبدل کی مجاز نہیں ہوتی۔

ڈاکٹر اسرار احمدؒ

اس شمارے میں

وَرَبَّكَ فَكَبِّرْ
نکاح کے مراحل
مطالعہ کلامِ اقبال (93)
تنظیم اسلامی کل اور آج (2)
ارتکابِ حق گوئی
عوام الناس کے لیے حصولِ علم
اہلِ خیر کی زیارت اور مجلس
بیعت کا تزکیہ نفس میں کردار
امیر تنظیم اسلامی کا پیغام

الھدیٰ (827)

ڈاکٹر اسرار احمدؒ

زمین وآسمان کے بنانے میں اللہ کی نشانیاں

سُورۃُ الْاَنْبِیَاء | بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ | آیات: 31، 2

وَجَعَلْنَا فِی الْاَرْضِ رَوَاسِیَ اَنْ تَمِیْدَ بِهِمْ ۖ وَجَعَلْنَا فِیْهَا فِجَاجًا سُبُلًا لَّعَلَّهُمْ یَهْتَدُوْنَ ﴿۳۱﴾ وَجَعَلْنَا السَّمَآءَ سَقْفًا مَّحْفُوْظًا ۚ وَّهُمْ عَنْ اٰیٰتِهَا مُعْرِضُوْنَ ﴿۳۲﴾

آیت ۳۱ ﴿وَجَعَلْنَا فِی الْاَرْضِ رَوَاسِیَ اَنْ تَمِیْدَ بِهِمْ ۖ﴾ ''اور ہم نے زمین میں مضبوط پہاڑ جما دیے تاکہ وہ انہیں لے کر (ایک طرف) جھک نہ جائے''

﴿وَجَعَلْنَا فِیْهَا فِجَاجًا سُبُلًا لَّعَلَّهُمْ یَهْتَدُوْنَ ﴿۳۱﴾﴾ ''اور ہم نے اس کے اندر بڑے کشادہ راستے بنائے تاکہ یہ لوگ راہ یاب ہوں۔''

میدانی راستوں کے علاوہ بڑے بڑے پہاڑی سلسلوں کے اندر بھی قدرتی راستے رکھے اور وادیاں بنائیں تاکہ ایسے علاقوں میں بھی لوگوں کے لیے سفر کرنا ممکن ہو سکے۔

آیت ۳۲ ﴿وَجَعَلْنَا السَّمَآءَ سَقْفًا مَّحْفُوْظًا ۚ وَّهُمْ عَنْ اٰیٰتِهَا مُعْرِضُوْنَ ﴿۳۲﴾﴾ ''اور ہم نے آسمان کو ایک محفوظ چھت بنا دیا' لیکن یہ لوگ اس (آسمان) کی نشانیوں کو دھیان میں نہیں لاتے۔''

اس سے پہلے یہ مضمون سورۃ الحجر میں اس طرح بیان ہوا ہے: ﴿وَلَقَدْ جَعَلْنَا فِی السَّمَآءِ بُرُوْجًا وَّزَیَّنّٰهَا لِلنّٰظِرِیْنَ ﴿۱۶﴾ وَحَفِظْنٰهَا مِنْ كُلِّ شَیْطٰنٍ رَّجِیْمٍ ﴿۱۷﴾﴾ ''اور ہم نے آسمان میں برج بنائے ہیں اور اسے مزین کر دیا ہے دیکھنے والوں کے لیے اور ہم نے حفاظت کی ہے اس کی ہر شیطان مردود سے''۔ یعنی آسمانِ دنیا پر جو ستارے ہیں وہ باعث زینت بھی ہیں' لیکن دوسری طرف یہ شیاطین جن کے لیے میزائل سنٹر بھی ہیں۔ ان میں سے جو کوئی بھی اپنی حدود سے تجاوز کر کے غیب کی خبروں کی ٹوہ میں عالم بالا کی طرف جانے کی کوشش کرتا ہے اس پر شہابِ ثاقب کی شکل میں میزائل داغا جاتا ہے اور یوں ان شیاطین کی پہنچ کے حوالے سے آسمان کو سَقْفًا مَّحْفُوْظًا کا درجہ دے دیا گیا ہے۔

اب تک کی سائنسی تحقیقات کے حوالے سے سَقْفًا مَّحْفُوْظًا کے دو پہلو اور بھی ہیں۔ ان میں سے ایک تو O-Zone Layer کی فراہم کردہ حفاظتی چھتری ہے جس نے پورے کرۂ ارض کو ڈھانپ رکھا ہے اور یوں سورج سے نکلنے والی تمام مضر شعاعوں کو زمین تک آنے سے روکنے کے لیے یہ فلٹر کا کام کرتی ہے (ماحولیاتی سائنس کے ماہرین آج کل اس کے بارے میں بہت فکر مند ہیں کہ مختلف انسانی سرگرمیوں کی وجہ سے اسے نقصان پہنچ رہا ہے اور یہ بتدریج کمزور ہوتی جا رہی ہے)۔ اس کے ساتھ ساتھ ہماری فضا (زمین کے اوپر کرۂ ہوائی) بھی حفاظتی چھت کا کام دیتی ہے۔ خلا میں تیرنے والے چھوٹی بڑی جسامتوں کے بے شمار پتھر (یہ پتھر یا پتھر نما ٹھوس اجسام مختلف ستاروں یا سیاروں میں ہونے والی ٹوٹ پھوٹ کے نتیجے میں ہر وقت خلا میں بکھرے رہتے ہیں) جب کرۂ ہوائی میں داخل ہوتے ہیں تو اپنی تیز رفتاری کے سبب ہوا کی رگڑ سے جل کر فضا میں ہی تحلیل ہو جاتے ہیں اور یوں زمین ان کے نقصانات سے محفوظ رہتی ہے۔

فرمان نبویؐ

بزرگوں کا ادب واحترام

عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عنه قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: ((**مَا اَكْرَمَ شَابٌّ شَیْخًا لِسِنِّهٖ اِلَّا قَیَّضَ اللّٰهُ لَهٗ مَنْ یُّكْرِمُهٗ عِنْدَ سِنِّهٖ**)) (رواہ الترمذی)

''حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''جو جوان کسی بوڑھے بزرگ کا اُس کے بڑھاپے ہی کی وجہ سے ادب واحترام کرے گا' تو اللہ تعالیٰ اُس جوان کے بوڑھے ہونے کے وقت ایسے بندے مقرر کر دے گا جو اُس وقت اُس کا ادب واحترام کریں گے۔''

تشریح: اس حدیث سے اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ بڑوں کے ادب واحترام کا رسول اللہ ﷺ کی ہدایت وتعلیم میں کیا درجہ ہے۔ اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ بڑوں کا ادب واحترام اور ان کی خدمت وہ نیکی ہے جس کا صلہ اللہ تعالیٰ اس دنیا میں بھی عطا فرماتا ہے اور اصل جزا وثواب کی جگہ تو آخرت ہی ہے۔

ہفت روزہ — لاہور

ندائے خلافت

تا خلافت کی بنا دُنیا میں ہو پھر استوار
لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب وجگر

تنظیم اسلامی کا ترجمان نظامِ خلافت کا نقیب

بانی: اقتدار احمد مرحوم

27 صفر تا 4 ربیع الاوّل 1440ھ — جلد 27
6 تا 12 نومبر 2018ء — شمارہ 43

مدیر مسئول: حافظ عاکف سعید
مدیر: ایوب بیگ مرزا
ادارتی معاون: فرید اللہ مروت

نگران طباعت: شیخ رحیم الدین
پبلشر: محمد سعید اسعد، طابع: رشید احمد چودھری
مطبع: مکتبہ جدید پریس، ریلوے روڈ، لاہور

مرکزی دفتر تنظیم اسلامی

”دارالاسلام“ ملتان روڈ چوہنگ لاہور۔ پوسٹل کوڈ 53800
فون: (042) 35473375-79
E-Mail:markaz@tanzeem.org
مقام اشاعت: 36-کے ماڈل ٹاؤن لاہور۔54700
فون: 03-35869501 فیکس: 35834000
publications@tanzeem.org

قیمت فی شمارہ 12 روپے

سالانہ زرِ تعاون
اندرونِ ملک......450روپے
بیرون پاکستان
انڈیا---------------(2000 روپے)
یورپ، ایشیا، افریقہ وغیرہ (2500 روپے)
امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا وغیرہ (3000 روپے)
ڈرافٹ، منی آرڈر یا پے آرڈر
”مکتبہ مرکزی انجمن خدام القرآن“ کے عنوان سے ارسال کریں۔ چیک قبول نہیں کیے جاتے
Email:maktaba@tanzeem.org

”ادارہ“ کا مضمون نگار حضرات کی تمام آراء سے پورے طور پر متفق ہونا ضروری نہیں

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

ادا ریہ
ایوب بیگ مرزا

وَرَبَّكَ فَكَبِّرْ

سپریم کورٹ کے سہ رکنی بنچ جس کی سربراہی چیف جسٹس ثاقب نثار کر رہے تھے، نے توہین رسالت کی مرتکب ملعونہ آسیہ کو بے گناہ قرار دے کر رہا کر دیا ہے۔ چند قانونی وجوہات کے ساتھ ساتھ فیصلہ میں یہ بھی لکھا ہے کہ قرآن پاک کی سورۃ الانعام میں اللہ تعالیٰ مسلمانوں سے خطاب کرتے ہوئے فرماتا ہے: ”تم اُن کے جھوٹے معبودوں کو بُرا مت کہو کہیں وہ تمہارے سچے معبود کے بارے میں بدزبانی نہ کریں۔“ علاوہ ازیں سینٹ کیتھران سے حضور ﷺ کے معاہدے کا ذکر بھی کیا ہے۔ جج کے مطابق دوسری مسلمان عورتوں نے پہلے عیسائیت کے بارے میں غلط باتیں کہیں جس کے جواب میں عیسائی عورت نے کچھ نازیبا باتیں کہیں۔ ہمارے دانشور ہمیں یہ مشورہ دے رہے ہیں کہ سپریم کورٹ کو فیصلہ کرنے کا حق ہے اور ہمیں اس فیصلہ کو قبول کرنا چاہیے۔ اُن کی دلیل ہے کہ کیا ہر شخص کو یا کسی تنظیم اور جماعت کو فیصلہ کرنے کا حق دے دیا جائے۔ ہم اس دلیل کو قبول کرتے ہیں کہ سپریم کورٹ کو ہی فیصلہ کرنے کا حق ہے لیکن ایک تو یہ کہ جس طرح عدالت کا فیصلہ کرنے کا حق ہے، اسی طرح ہمارا فیصلے پر تنقید کا حق ہے اور دوسرا یہ کہ اگر ایسے شواہد سامنے آئیں جس سے صاف ظاہر ہو رہا ہو کہ ریاستی اداروں نے مل جل کر بیرونی طاقتوں کے دباؤ کو قبول کرتے ہوئے ایک ایسا فیصلہ دیا ہے جس سے عدل وانصاف کا جنازہ نکل گیا ہے۔ حق بات یہ ہے کہ ہم نے جان بوجھ کر دینی غیرت وحمیت کا جنازہ اُٹھ گیا ہے نہیں کہا اس لیے کہ جنازہ اُس کا اٹھتا ہے جو پہلے زندہ ہو۔ بہرحال اگر ریمنڈ ڈیوس ساری قوم کے سامنے دو پاکستانی شہری شہید کر کے پاکستان سے باعزت رخصت کیا جا سکتا ہے تو آسیہ بی بی کیوں وی آئی پی نہیں بن سکتی۔ آسیہ بی بی سزا سے اس لیے بچ گئی کہ اُس میں ایک بہت بڑی کوالٹی تھی اور وہ یہ کہ وہ غیر مسلم تھی اگر بات کی مزید وضاحت مطلوب ہے تو ڈاکٹر عافیہ کو ذہن میں لے آئیے جو 86 سال کی سزا اس لیے کاٹ رہی ہے کہ مسلمان ہے۔ کتنا مضحکہ خیز الزام اُس پر لگایا گیا تھا کہ اُس نے افغانستان میں سپاہیوں سے بندوق چھین کر اُن پر حملہ کرنے کی کوشش کی تھی۔ تف ہے اُن فوجیوں پر جن سے ایک غیر مسلح خاتون نے اسلحہ چھین لیا حالانکہ حقیقت یہ تھی کہ ہمارا وہ کمانڈو جنرل جو بار بار کہتا تھا میں ڈرتا ورتا کسی سے نہیں اس نے ڈاکٹر عافیہ کو پاکستان سے اغوا کر کے اسلام اور مسلمانوں کے بدترین دشمنوں کے حوالے کیا تھا۔

آج اس بدقسمت ملک پاکستان کا چیف ایگزیکٹو وہ شخص ہے جس نے اپنا تاثر یہ بنایا ہوا ہے کہ وہ حق بات پر ڈٹ جاتا ہے۔ سپریم کورٹ سے ہمارا غیر مؤدبانہ سوال یہ ہے کہ ظاہر ہے کہ ٹرائل کورٹ اور ہائی کورٹ کے سامنے شہادتیں ہوئی ہوں گی۔ گواہان پر جرح ہوئی ہوگی، دوطرفہ دلائل دیئے گئے ہوں گے۔ یہ سب کچھ سن کر اُنہوں نے ملعونہ آسیہ کو سزائے موت دی جب کہ سپریم کورٹ میں صرف وکلاء بحث کرتے ہیں اس بحث میں کس نکتہ نے آسیہ کو بے گناہ ثابت کیا؟ جہاں تک آپ کی اس دلیل کا تعلق ہے کہ سورۃ الانعام میں دوسروں کے معبودوں کو بُرا نہ کہنے کا

حکم ہے اور آسیہ نے جو کچھ کہا تھا جواب میں کہا تھا تو گویا آپ نے تسلیم کیا کہ ملعونہ آسیہ نے توہین کی تھی اور آپ یہ بھی کہتے ہیں کہ ہم صرف پاکستان کے آئین اور قانون کے تابع ہیں۔ کیا C/ 295 کے مطابق وہ شخص جو حضورﷺ کی شان میں گستاخی کرے گا سزائے موت کا حقدار نہیں ہے؟ اگر آئین پاکستان پر آپ کا ایمان اتنا ہی پختہ ہے کہ اِس سے آگے پیچھے ہونا ممکن نہیں تو بتائیے آئین میں یہ کہاں لکھا ہے کہ جوابی وار کی صورت میں آئین کی دفعہ 295C ساقط ہو جاتی ہے۔ آپ زیادہ سے زیادہ یہ کر سکتے تھے کہ ان دوسری عورتوں پر بھی مقدمہ قائم کرنے کا حکم دیتے جنہوں نے عیسائیت کے حوالے سے بدزبانی کی تھی آسیہ ملعونہ کو رہا کرنے کا کیا جواز تھا؟

حقیقت یہ ہے کہ یورپین یونین کے خصوصی سفیر جان فیجل جنوری 2018ء میں ایک وفد لے کر آئے تھے اور انہوں نے واضح کر دیا تھا کہ اگر پاکستان GSP Plus کی Renewal چاہتا ہے تو اسے آسیہ کو رہا کرنا پڑے گا۔ اِس سے اُسے مزید مالی امداد بھی ملے گی۔ اِس حوالے سے اُس وقت کے وزیر اعظم شاہد خاقان عباسی سے ایک ملاقات بھی ہوئی تھی۔ شاید اصولی فیصلہ اسی وقت ہو گیا ہو لیکن فوری عمل درآمد اس لیے نہ ہو سکا کہ انتخابات سر پر تھے۔ عین ممکن ہے کہ وفد کو یہ یقین دہانی کرا دی گئی ہو کہ انتخابات کے بعد آپ کے حکم پر عمل درآمد ہو جائے گا۔ حیرت اِس بات پر ہے کہ یورپ اس حوالے سے اس قدر انتہا پسند ہے کہ جان فیجل نے صاف کہہ دیا تھا کہ اس کے دورہ کا یک نکاتی ایجنڈہ ہے اور وہ ہے آسیہ بی بی کی رہائی۔ ہمارے دشمن ایک تیر سے دو شکار کرتے ہیں وہ ہم سے زیادہ جانتے ہیں کہ پاکستانی حرمتِ رسولﷺ کے حوالے سے انتہائی جذباتی ہیں لہٰذا ایسا فیصلہ حکمرانوں اور عوام کے درمیان سر پھٹول کا باعث بنے گا ہم تماشا بھی دیکھیں گے اور ان کے کمزور ہونے پر مزید شرائط مسلط کرنا بھی آسان ہو جائے گا۔

دوسری طرف مذہبی جماعتیں بھی اس بات کو سمجھیں کہ اگرچہ حرمتِ رسول پر کٹ مرنا ہمارے ایمان کا حصہ ہے اور توہین رسالت کے مرتکب کسی بھی شخص کی سزا موت سے کم نہیں ہونی چاہیے، لیکن سوچنے کی بات ہے کہ ہماری اس وارفتگی کے باوجود ایک دنیا کیوں توہین رسالت پر تلی ہوئی ہے؟ اِس غیر منصفانہ فیصلہ کے نتیجہ میں کچھ لوگ قانون کو ہاتھ میں لے رہے ہیں اور کچھ تحریر و تقریر کے ذریعے اِس فیصلہ کی شدید مذمت کر رہے ہیں۔ ہم حضورﷺ کے ان شیدائیوں سے دست بستہ عرض کرتے ہیں کہ وہ سوچیں اور ٹھنڈے دل سے غور و فکر کریں کہ ہمارے اس شدید احتجاج کے باوجود یہ گھناؤنا جرم یعنی توہین رسالت کا ارتکاب بڑھتا کیوں جا رہا ہے؟ اس لیے اور یقیناً صرف اس لیے کہ ہماری یہ محبت زبانی کلامی ہے۔ یہ عمل سے خالی ہے۔ اگر یہ محبت کسوٹی پر پرکھی جائے تو اس میں بہت کھوٹ نکلے گا۔ اگر یہ محبت صدفی صد کھری اور سچی ہوتی تو ہم نے سنت رسول کو دانتوں سے پکڑا ہوتا اور اس سے یوں چمٹ گئے ہوتے کہ رسولﷺ کی پیروی میں جان و مال کی قربانی دینے سے ہرگز گریز نہ کرتے۔ حقیقت یہ ہے کہ ہم نے مسواک کرنا تو سنت جانا، بڑی اچھی بات ہے، قابل اجر بھی ہے۔ ہم نے عمامے تو باندھ لیے یہ بھی سر آنکھوں پر کہ عمامہ پوش ننگے سر والے سے بہتر ہے کہ وہ ایک غیر مؤکدہ سنت پر بھی عامل ہے۔ لیکن ہم نے نبی اکرمﷺ کی وہ سنت جس کا آغاز حضورﷺ نے اُس وقت سے کیا جب آپﷺ کو اللہ تعالیٰ نے سورۃ المدثر میں حکم دیا: ﴿یٰٓاَیُّھَا الْمُدَّثِّرُ o قُمْ فَاَنْذِرْ o وَ رَبَّکَ فَکَبِّرْ o﴾ اس آیت کے نازل ہونے سے لے کر حیات دنیاوی کے آخری سانس تک بلا توقف اِس پر عمل جاری رکھا اور وہ سنت تھی اللہ کی زمین پر اللہ کا نظام اور اس کی عطا کردہ شریعت کے نفاذ کی جدوجہد۔ اللہ کے رسولﷺ کی اس مستقل سنت سے عام شہری ہی نہیں مذہبی جماعتیں بھی عملاً پہلوتہی کیے ہوئے ہیں اور یہ کام صرف نعرہ بازی تک محدود ہے۔ ہماری مذہبی جماعتوں نے اسمبلی کی نشست حاصل کرنے پر ساری توجہات مرکوز کی ہوئی ہیں۔ سب کچھ سیاست بازی کی نذر ہو رہا ہے اگر حلیف جماعت حکومت میں ہے اور کوئی وزارت بھی ملی ہوئی ہے تو بہت کچھ نظر انداز کر دیں گے۔ یہاں تک کہ ان جماعتوں کی موجودگی میں حدود آرڈیننس منسوخ ہو جاتا ہے اور حقوق نسواں بل منظور ہو جاتا ہے۔

ہم تلخ نوائی پر معذرت کرتے ہوئے مذہبی جماعتوں کی خدمت میں انتہائی خلوص سے اور خیر خواہی کے جذبہ سے عرض کریں گے کہ یقیناً ایشوز پر پُرامن احتجاج کیا جانا چاہیے لیکن اصل فوکس یہ ہو کہ تمام دینی جماعتیں مل کر پاکستان میں اسلام کے عادلانہ نظام جو کہ مکمل نظام حیات ہے اور شریعت کے نفاذ کے لیے جدوجہد کریں۔ پاکستان جب تک حقیقی اسلامی ریاست نہیں بنتا توہین رسالت یا کسی دوسرے بڑے سے بڑے منکر کے راستے میں رکاوٹ نہیں ڈالی جا سکے گی۔ نفاذ اسلام کے لیے تحریک برپا کرنا توہین رسالت کو روکنا ہے، فحاشی اور عریانی کے آگے بند باندھنا ہے، سود کا خاتمہ کرنا ہے، انسان کے ہاتھوں انسان کے استحصال کو ناممکن بنانا ہے اور اگر منکرات کے حصے بخرے کر کے کسی ایک کے خلاف جدوجہد کرو گے اور کسی کو عملاً قبول کرو گے یعنی Pick & Choose کا معاملہ ہو گا اور اِس کی آڑ میں سیاسی مفاد کا تحفظ ہو گا تو پھر وہی کچھ ہو گا جو ہو رہا ہے۔ لہٰذا اسلام کے عادلانہ نظام کا مکمل نفاذ ہی ہمارے مسائل کا اصل حل ہے۔ یہی ہماری حقیقی دینی ذمہ داری ہے۔ بڑھو کہ یہی منزل ہے۔

نکاح کے مراحل

(قرآن وحدیث کی روشنی میں)

مسجد جامع القرآن، قرآن اکیڈمی، لاہور میں تنظیم اسلامی کے مرکزی ناظم بیت المال محترم اعجاز لطیف کے 26 اکتوبر 2018ء کے خطاب جمعہ کی تلخیص

قارئین محترم! آج ان شاء اللہ ہم سورۃ الفرقان کے آخری رکوع اور نبی کریم ﷺ کی حدیث مبارکہ ((النکاح من سنتی)) ''نکاح میرا طریقہ ہے'' کی روشنی میں نکاح سے پہلے کے مراحل کا مطالعہ کریں گے۔ اس حوالے سے ہمارے معاشرے میں آگاہی بہت کم ہے بلکہ جو کچھ ہم نے اپنے معاشرے میں رواج کے طور پر دیکھا ہے اسی کو ہم اپنا لیتے ہیں۔ جبکہ قرآن وحدیث میں اس حوالے سے کیا تعلیمات ہیں ہم میں سے اکثر نہیں جانتے۔ لہٰذا آج ہم ان صفحات میں کوشش کریں گے کہ اس حوالے سے قرآن وحدیث کی تعلیمات ہمارے سامنے آجائیں تاکہ ہم اس مرحلے سے اچھے طریقے سے گزر جائیں اور اگر ہم ان مراحل میں اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی تعلیمات کو مدنظر رکھیں تو ہم قرآن کی اس دعا کے مصداق بن سکیں گے کہ:

﴿وَالَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا وَذُرِّيّٰتِنَا قُرَّةَ اَعْيُنٍ وَّاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ اِمَامًا ۝﴾ ''اور وہ لوگ کہ جو کہتے ہیں: اے ہمارے پروردگار! ہمیں ہماری بیویوں اور ہماری اولاد کی طرف سے آنکھوں کی ٹھنڈک عطا فرما، اور ہمیں متقیوں کا امام بنا!'' (الفرقان:74)

نکاح سے پہلے کے جو مراحل ہیں ان میں اگر قرآن وحدیث کی تعلیمات کو پیش نظر رکھا جائے تو پھر اگلے مراحل کے لیے بھی امید کی جاسکتی ہے کہ وہ قرآن و سنت کے مطابق ہوں گے اور پھر اس کے نتائج بھی اس دعا کے مطابق نکلیں گے۔ نکاح کے مقاصد میں ہے کہ نکاح کرنے سے دین مکمل ہوتا ہے۔ نکاح باعث راحت وسکون ہے۔ نکاح انسان کو بدکاری سے بچاتا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ شادی باعث اجر بھی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا کمال انعام دیکھیے کہ شادی بظاہر انسان کی اپنی نفسانی ضرورت کو پورا کرنے کے لیے ہے لیکن اس کے ساتھ ساتھ باعث اجر وثواب بھی ہے۔ نبی کریم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ ہر لقمہ جو خاوند بیوی کو کھلاتا ہے اس کے لیے وہ اجر پاتا ہے، حتیٰ کہ بیوی سے ازدواجی تعلقات قائم کرنے پر بھی اجر پاتا ہے۔ کیونکہ آپ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ تمہارے ازدواجی مراسم بھی تمہارے لیے صدقہ ہیں۔ اس معاملے میں صحابہ کرام رضی اللہ عنھم نے حیران ہو کر پوچھا کہ یارسول اللہ ﷺ! بیوی سے تو انسان اپنی شہوت پوری کرتا ہے پھر یہ صدقہ اور اس پر اجر کیسا؟ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اگر وہ حرام طریقے سے شہوت پوری کرتا تو گنہگار نہ ہوتا؟ صحابہؓ نے کہا: جی ہاں! آپ ﷺ نے فرمایا کہ اب

مرتب: ابو ابراھیم

جب اس نے حلال طریقہ اختیار کیا ہے تو اللہ اس کو اجر دیتا ہے۔ یہ ہے وہ ذات جس کی رحمت ہر چیز پر چھائی ہوئی ہے۔ شادی کے حکم کے حوالے سے اللہ کے رسول ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ تین چیزوں میں تاخیر نہ کیا کرو۔ ایک نماز جب اس کا وقت ہو جائے۔ دوسرا جنازہ جب تیار ہو جائے اور تیسرا لڑکا اور لڑکی جب بالغ ہو جائیں تو ان کی شادی کر دی جائے۔ آپ ﷺ کا یہ بھی ارشاد گرامی ہے کہ اگر تمہارے پاس کوئی لڑکا شادی کی غرض سے آئے اور اس کا اخلاق اور دین تمہیں اچھا لگتا ہو تو اس کی شادی کر دو۔ اگر ایسا نہ کرو گے تو دنیا میں فتنہ وفساد مچ جائے گا۔ آج جو بے راہ روی اور پریشانیاں ہیں یہ ارشاد رسول ﷺ پر عمل نہ کرنے کا نتیجہ ہے۔ آج ہمارا جو تصور بن گیا ہے کہ جب تک بچی تعلیم مکمل نہ کر لے یا لڑکا کمانے نہ لگ جائے اس وقت تک شادی نہیں کرنی یہ بھی ہمارے دین کی تعلیمات کے منافی تصور ہے۔

شریک حیات کا انتخاب

یہ پہلا مرحلہ ہے مگر اس معاملے میں بھی ہمارے معیارات میں دین شامل ہی نہیں ہوتا بلکہ کھاتا پیتا گھرانہ ہو، لڑکی یا لڑکا حسن ظاہری والا ہو، اچھی ذات والا ہو وغیرہ۔ بس یہ ہمارے معیار بن گئے ہیں۔ حالانکہ سیدنا ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ عورت سے چار چیزوں کی بنیاد پر نکاح کیا جاتا ہے: 1۔ اس کے مال و دولت کی وجہ سے۔ 2۔ اس کے حسن ظاہری کی وجہ سے، 3۔ اس کے حسب ونسب کی وجہ سے، 4۔ اس کی دینداری کی وجہ سے۔ اے ابوھریرہؓ! تیرے ہاتھ خاک آلود ہوں دیندار عورت سے نکاح میں کامیابی حاصل کرو۔ یعنی اصل معیار دین ہونا چاہیے۔ جبکہ آج کہا جاتا ہے کہ بچی تو ٹھیک ہے لیکن وہ پردہ کرتی ہے اور اس سے ہمارے گھر میں فساد مچ جائے گا۔ حالانکہ اگر آپ نے دین دار لڑکی سے شادی نہیں کرنی تو نہ کریں لیکن ایسی باتیں کر کے دین کے شعائر کا مذاق تو نہ اڑائیں۔ اسی طرح لڑکے کی ماں کہتی ہے کہ مجھے چاند جیسی بہو چاہیے۔ حالانکہ اس کا رنگ جیسا بھی ہو وہ اللہ نے بنایا ہے۔ قرآن میں ہے کہ:

''جس نے تمہیں تخلیق کیا، پھر تمہارے نوک پلک سنوارے پھر تمہارے اندر اعتدال پیدا کیا۔ پھر جس شکل میں اُس نے چاہا تجھے ترکیب دے دیا۔'' (الانفطار:7،8)

صورت اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی بنائی ہوئی ہے۔ یہی بات سورۃ آل عمران میں کہی گئی کہ

﴿هُوَ الَّذِیْ یُصَوِّرُکُمْ فِی الْاَرْحَامِ کَیْفَ یَشَآءُ ؕ﴾ ’’وہی ہے جو تمہاری صورت گری کرتا ہے (تمہاری ماؤں کے) رحموں میں جس طرح چاہتا ہے۔‘‘ (آیت:6)

سورۃ التغابن میں فرمایا کہ:

﴿وَصَوَّرَکُمْ فَاَحْسَنَ صُوَرَکُمْ ۚ﴾ ’’اور اُس نے تمہاری صورت گری کی تو بہت ہی عمدہ صورت گری کی۔‘‘ (آیت:3)

اس لحاظ سے کوئی انسان بدصورت نہیں ہے۔ کسی کو بدصورت کہنے کا مطلب کیا ہے؟ حالانکہ بنانے والا کہہ رہا ہے کہ اس نے تمہاری بہت اچھی صورت گری کی ہے۔ تو اس لحاظ سے زبان درازی اچھی چیز نہیں ہے۔ ہمیں اپنے آپ کو قابو میں رکھنا چاہیے۔ آپ چاہے جتنی خوبصورت لڑکی لائیں لیکن اس کی جوانی ڈھلتے ہی اس کا سارا حسن زائل ہونا شروع ہو جائے گا۔ اللہ کے ہاں معیار صرف تقویٰ ہے۔

﴿اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقٰکُمْ ؕ﴾ ’’یقیناً تم میں سب سے زیادہ باعزت اللہ کے ہاں وہ ہے جو تم میں سب سے بڑھ کر متقی ہے۔‘‘ (الحجرات:13)

حضرت ثوبان ﷛ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ ہم نبی کریم ﷺ کے ساتھ سفر میں تھے کہ سورۃ التوبہ کی آیت ﴿وَالَّذِیْنَ یَکْنِزُوْنَ الذَّھَبَ وَالْفِضَّۃَ وَلَا یُنْفِقُوْنَھَا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ ۙ فَبَشِّرْھُمْ بِعَذَابٍ اَلِیْمٍ ﴿۳۴﴾﴾ نازل ہوئی۔ ہم میں سے بعض اصحاب نے کہا کہ اس آیت سے ہمیں معلوم ہوا کہ سونا جمع کرنا پسندیدہ نہیں ہے۔ اگر ہمیں معلوم ہو جائے کہ کون سا مال بہتر ہے تو اس کو جمع کرنے کے بارے میں سوچیں۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ سب سے بہترین ذخیرہ اللہ کو یاد کرنے والی زبان ہے، اس کے بعد اللہ کے شکر کے جذبے سے معمور دل اور تیسری چیز نیک بیوی ہے جو دین کے راستے میں چلنے میں اپنے شوہر کی مددگار بنتی ہے۔ ایک اور روایت میں آپ ﷺ نے فرمایا کہ: ’’بے شک ساری دنیا متاع ہے اور دنیا کی بہترین متاع نیک بیوی ہے‘‘۔

دنیا کی بہترین متاع صالح بیوی ہے۔ لیکن ہم تو بیوی کے ساتھ موجود جہیز اور بنک بیلنس وغیرہ تو گنتے ہیں لیکن اس کا اخلاق، نیکی، کردار، تقویٰ وغیرہ کو معیار نہیں سمجھتے۔ سوچنے کی بات ہے کہ ہماری دلچسپیاں کس طرف ہیں کہ ہم نے اپنی اولاد کے لیے کن چیزوں کو معیار بنا رکھا ہے۔ لہٰذا چاہیے کہ رشتے کے انتخاب کے موقع پر سیرت، دینداری اور حسن اخلاق کو ترجیح دی جائے۔ البتہ یہ بھی جان لیجیے کہ دینداری کسے کہتے ہیں۔ بعض لوگ کسی کی ظاہری شکل وصورت کو دیکھ کر یا چند عبادات کی ادائیگی یا پھر کسی جماعت کے ساتھ منسلک ہونا، بس اسی کو ہی دینداری سمجھ لیتے ہیں۔ ایک عالم دین نے بتایا کہ لوگوں کو دین کے اجزا کا پتا ہی نہیں اور نماز اور روزے پر دین کو منحصر کر رکھا ہے۔ یہی پہلی غلطی ہے۔ خوب سمجھ لینا چاہیے کہ دین کے اصولی اجزاء پانچ ہیں: عقائد، عبادات، معاملات، معاشرت، تہذیب اخلاق یا تربیت نفس۔ جیسے حسین وہ ہے جس کی آنکھ، ناک، کان سب چیزیں موزوں اور متناسب ہوں۔ اسی طریقے سے دیندار وہ ہے جو دین کے ان پانچوں شعبوں میں جامعیت رکھتا ہو۔

رشتہ طے کرنے کا طریقہ

اس کا آغاز بھی اللہ کی بارگاہ میں دعا سے ہونا چاہیے۔ جو بھی چھان بین یا معلومات حاصل کرنی ہوں وہ کر کے کسی نتیجے پر پہنچنے سے پہلے پھر اللہ سے استخارہ کی دعا کرنی چاہیے۔ پہلی دعا وہی ہے جو سورۃ الفرقان کے آخری رکوع کی آیت ہے:

﴿رَبَّنَا ھَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا وَذُرِّیّٰتِنَا قُرَّۃَ اَعْیُنٍ وَّاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِیْنَ اِمَامًا ﴿۷۴﴾﴾ ’’اے ہمارے پروردگار! ہمیں ہماری بیویوں اور ہماری اولاد کی طرف سے آنکھوں کی ٹھنڈک عطا فرما، اور ہمیں متقیوں کا امام بنا‘‘ (الفرقان:74)

یہ بہت قیمتی دعا ہے اس کو تھوڑی سی کوشش کر کے یاد کر لیجیے اور اپنی دعاؤں کا مستقل حصہ بنا لیجیے۔ ہم میں سے کون نہیں چاہتا کہ ہماری اولاد اور ہماری بیویاں ہماری آنکھوں کی ٹھنڈک بنیں۔ ہم خود متقی بنیں اور ہمارے پیچھے چلنے والے بھی متقی ہوں۔ مفسر قرآن مولانا احمد علی لاہوری رحمہ اللہ کی اولاد نیک تھی تو ان سے کسی نے اس حوالے سے پوچھا تو انہوں نے کہا کہ میں نماز کے آخر میں یہ دعا مستقلاً مانگتا ہوں۔ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ نے میری یہ دعا

پریس ریلیز 2 نومبر 2018ء

نبی اکرم ﷺ کی تعظیم وتکریم ہمارے ایمان کا حصہ ہے۔

گستاخ رسول ملعونہ آسیہ کی رہائی کا فیصلہ عالمی دباؤ کے نتیجے میں کیا گیا ہے

دینی جماعتوں کو چاہیے کہ وہ نفاذ اسلام کے لیے متحد ہو کر بھرپور تحریک چلائیں۔

حافظ عاکف سعید

نبی اکرم ﷺ کے مقام ومرتبہ کا تعین مخلوق میں سے کسی کے بس کی بات نہیں۔ یہ بات تنظیم اسلامی کے امیر حافظ عاکف سعید نے مسجد جامع القرآن ماڈل ٹاؤن لاہور میں اپنے خطاب جمعہ کے دوران کہی۔ آپ ﷺ کی تعظیم وتکریم ہمارے ایمان کا حصہ ہے۔ انہوں نے کہا کہ قرائن ظاہر کرتے ہیں کہ گستاخ رسول ملعونہ آسیہ کی رہائی کا فیصلہ عالمی دباؤ کے نتیجے میں کیا گیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ عدالت کا یہ کہنا کہ FIR کے اندراج میں پانچ دن کا وقفہ ظاہر کرتا ہے کہ معاملہ مشکوک ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ حکومت نے توہین رسالت کا مقدمہ درج کرانے کا طریقہ اتنا پیچیدہ بنا دیا ہوا ہے کہ اس میں کافی وقت لگتا ہے۔ عدالت نے بالواسطہ طور پر تسلیم کیا ہے کہ آسیہ توہین رسالت کی مرتکب ہوئی لیکن اُسے نامعلوم وجوہات کی بنا پر 295c کے تحت سزا نہ دی گئی۔ انہوں نے کہا کہ ہم دینی جماعتوں کے پُرامن احتجاج کی حمایت کرتے ہیں لیکن تشدد اور جلاؤ گھیراؤ نامناسب ہے اور عوام کے لیے باعث زحمت بن جاتا ہے۔ انہوں نے کہا کہ دینی جماعتوں نے جب بھی کسی ایشو پر تحریک چلائی ہے تو اللہ نے کامیابی دی ہے جبکہ انتخابی سیاست میں دینی جماعتوں نے مسلسل اپنی ساکھ کو کھویا ہے۔ اور وقت کے ساتھ یہ پسپائی جاری ہے۔ لہٰذا دینی جماعتوں کو چاہیے کہ وہ انتخابی سیاست کا راستہ ترک کر کے نفاذ اسلام کے لیے متحد ہو جائیں اور بھرپور تحریک چلائیں۔ ان شاء اللہ ایسا وقت ضرور آئے گا کہ پاکستان حقیقت میں اسلام کا گہوارہ بن جائے گا۔ (جاری کردہ: مرکزی شعبہ نشر واشاعت، تنظیم اسلامی)

قبول فرمائی۔قرآنی دعا میں اللہ کے الفاظ ہوتے ہیں یہ الفاظ پڑھتے ہوئے آپ کو ثواب بھی ملتا ہے۔ان دعاؤں کو ہمیں معمول بنانا چاہیے۔ہمارے اندر یہ ذوق پیدا ہونا چاہیے کہ ہم ان چیزوں کو حرز جاں بنائیں۔اسی طرح جن کے رشتے نہیں ہو رہے یا کسی کا کام خراب ہے، اس کے لیے بھی قرآن میں دعا موجود ہے۔یہ دعا موسیٰ علیہ السلام نے مانگی تھی جب ان سے قتل کی خطا ہوگئی تھی۔انہیں مصر سے نکلنا پڑا اور وہ بے یار و مددگار جب مدین پہنچے، کوئی بیوی بچے نہیں، کوئی روزگار نہیں، کوئی چیز نہیں، پتا نہیں کہاں جانا ہے۔وہاں پر پہنچ کر اللہ کی بارگاہ میں عرض کیا:

﴿فَقَالَ رَبِّ اِنِّیْ لِمَاۤ اَنْزَلْتَ اِلَیَّ مِنْ خَیْرٍ فَقِیْرٌ ﴾ ''تو اُس نے دعا کی: پروردگار! جو خیر بھی تُو میری جھولی میں ڈال دے، میں اس کا محتاج ہوں۔'' (القصص:24)

اس دعا کی قبولیت کس انداز میں ہوئی یہ سب کو معلوم ہے۔یعنی شادی ہوگئی، ٹھکانہ مل گیا، یہ دعا کی قبولیت تھی۔لہٰذا اگر کسی جگہ رشتے کا ذہن بن رہا ہو تو اس پر بھی اللہ سے مشورہ کرنا چاہیے۔اس کے لیے اللہ کے رسول ﷺ نے ہمیں دعائے استخارہ سکھائی۔حضرت جابر بن عبداللہ ؓ سے روایت ہے کہ: رسول اللہ ﷺ ہمیں ہر کام کے لیے استخارہ اس طرح سکھاتے تھے جیسے قرآن کی کوئی سورت سکھاتے تھے۔'' مطلب یہ کہ جس طرح صحابہ کرام قرآن مجید کی سورتیں یاد کرتے تھے اسی اہتمام کے ساتھ انہیں حضور ﷺ دعا استخارہ بھی یاد کرواتے تھے۔ آپ ﷺ فرماتے تھے کہ جب کوئی کام آ پڑے تو دو رکعت نفل پڑھیں اور پھر دعا استخارہ کریں۔اگر صحابہ کرام رضی اللہ عنھم کو اس دعا کی ضرورت تھی جہاں محمد رسول اللہ ﷺ بنفس نفیس موجود تھے۔آپ ﷺ ہاتھ اٹھا دیتے تو ان کا بیڑا پار ہو جاتا۔تو ذرا سوچیے کہ ہمارے لیے اس دعا کی کتنی اہمیت ہوگی۔لہٰذا میں آپ سے گزارش کروں گا کہ اس دعا کو یاد کرلیں۔رسول اللہ ﷺ کی تاکید صرف صحابہؓ کے لیے نہیں تھی بلکہ میرے اور آپ کے لیے بھی تھی۔

دعا استخارہ یہ ہے۔

((اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْتَخِیْرُكَ بِعِلْمِكَ ، وَ اَسْتَقْدِرُكَ بِقُدْرَتِكَ، وَ اَسْأَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ الْعَظِیْمِ ، فَاِنَّكَ تَقْدِرُ وَ لَا اَقْدِرُ، وَ تَعْلَمُ وَلَا اَعْلَمُ، وَ اَنْتَ عَلَّامُ الْغُیُوْبِ اَللّٰھُمَّ اِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ ھٰذَا الْاَمْرَ خَیْرٌ لِّیْ فِیْ دِیْنِیْ وَ مَعَاشِیْ وَ عَاقِبَةِ اَمْرِیْ وَ عَاجِلِه وَ اٰجِلِه ، فَاقْدِرْهُ لِیْ ، وَ یَسِّرْهُ لِیْ، ثُمَّ بَارِكْ لِیْ فِیْهِ وَ اِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ ھٰذَا الْاَمْرَ شَرٌّ لِّیْ فِیْ دِیْنِیْ وَمَعَاشِیْ وَ عَاقِبَةِ اَمْرِیْ وَ عَاجِلِه وَ اٰجِلِه ، فَاصْرِفْهُ عَنِّیْ وَاصْرِفْنِیْ عَنْهُ ، وَاقْدِرْ لِیَ الْخَیْرَ حَیْثُ كَانَ ثُمَّ اَرْضِنِیْ بِه))

دعا کرتے وقت جب ھذا الامر پر پہنچے تو اگر عربی جانتا ہے تو اس جگہ اپنی حاجت کا تذکرہ کرے یعنی ھذا الامر کی جگہ اپنے کام کا نام لے، مثلاً ھٰذا السفر یا ھذا النکاح یا ھٰذہ التجارۃ یا ھذا البیع کہے، اور اگر عربی نہیں جانتا تو ھٰذا الأمر ہی کہہ کر دل میں اپنے اس کام کے بارے میں سوچے جس کے لیے استخارہ کر رہا ہے۔

استخارہ کے معاملے میں غلط فہمیاں بھی بہت ہیں۔ اس کا تعلق خواب سے، یا ہری بتی یا لال بتی سے نہیں ہے۔بلکہ اس سے صرف اللہ تعالیٰ سے اپنے فیصلے میں خیر طلب کرتے ہیں اگر اللہ کے علم میں وہ کام ہونا ہوتا ہے تو وہ ہو جاتا ہے۔رنگ نظر آنا، خواب دیکھنا یا دل میں کوئی آواز آنا ضروری نہیں ہے۔جو خیر ہوگا وہ دل میں جم جائے گا۔آپ اس کے خلاف کر ہی نہیں سکتے۔اس لیے کہ آپ نے ساری قدرت والے سے مانگا ہے۔آپ مجبور اور مقید ہو جائیں گے اور صرف خیر ہی آپ کر سکیں گے۔شر کی طرف آپ جا ہی نہیں سکیں گے۔ہمارے ہاں کئی دفعہ ایسا بھی ہوتا ہے کہ کوئی خواب برا آیا، بلی دیکھ لی یا الو دیکھ لیا تو رشتے ٹوٹ جاتے ہیں۔ہماری بیٹیاں گھر پہ ہی بیٹھی رہتی ہیں۔نبی کریم ﷺ کی حدیث کو سامنے رکھیں تو پتا چلتا ہے کہ جس کا مسئلہ ہے اس کو استخارہ خود کرنا چاہیے۔یہ مسئلہ والدین کا یا ان کے بچے بچیوں کا ہے تو استخارہ بھی انہیں خود کرنا چاہیے۔پیسے دے کر کسی شخص سے استخارہ کروانا دینی نقطہ نظر سے ٹھیک نہیں ہے۔کیونکہ اگر کسی سے استخارہ کروانا مطلوب ہوتا تو صحابہ کرامؓ کے دور میں رسول اللہ ﷺ سے بہتر استخارہ کرنے والا کون ہو سکتا تھا۔پھر آپ ﷺ کو کیا ضرورت تھی کہ لوگوں کو دعائے استخارہ قرآن کی طرح یاد کرواتے۔بلکہ یہ فرما دیتے کہ جس کو دعائے استخارہ کی ضرورت ہو وہ میرے پاس آ جایا کرے۔میں کر دیا کروں گا۔بدقسمتی سے ہم نے ہر شے کو ٹھیکے پر دے رکھا ہے۔جو میرا مسئلہ ہے اس کے لیے جس طریقے سے میں اللہ سے گڑگڑا کر مانگوں گا وہ کوئی دوسرا نہیں مانگ سکتا۔ لہٰذا چاہیے کہ اس مرحلہ پر ہم خود استشارہ اور استخارہ دونوں کریں۔استشارہ یہ ہے کہ اس کے بارے میں صائب الرائے لوگوں سے مشورہ کرو اور پھر ظاہری حالات جیسے ہوں اس کے مطابق فیصلہ کرلو، استخارہ برکت کے لیے کریں، کچھ نظر آئے یا نہ آئے ان شاء اللہ اللہ تعالیٰ دل اس طرف پھیر دیں گے جس میں خیر ہوگی۔جو مشورہ دینے والا ہے اسے بھی چاہیے کہ وہ صحیح مشورہ دے، جھوٹ نہ بولے۔مشورہ دینے میں کسی حسد، بغض، کینہ، فساد انگیزی یا رنگ بازی کا معاملہ اختیار نہ کرے کہ رشتہ وہاں نہ ہو بلکہ وہاں ہو جائے۔جھوٹ سے تو ہر صورت میں انسان کو پرہیز کرنا چاہیے۔نبی کریم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ: ''بے شک جھوٹ بدی ہے اور بدی دوزخ کی آگ کی طرف لے کر جانے والی شے ہے۔''

لہٰذا رشتے کے حوالے سے مشورہ دینے میں کسی فساد، جھوٹ یا رنگ آمیزی کا سہارا نہ لیا جائے کیونکہ: ﴿اِنَّ اللّٰهَ لَا یُحِبُّ الْمُفْسِدِیْنَ ﴾ ''یقیناً اللہ فساد مچانے والوں کو پسند نہیں کرتا۔'' (القصص:77)

نکاح کے لیے لڑکی کو دیکھنے کا جواز اور احتیاطیں:

حضرت مغیرہ بن شعبہ ؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں میں نے ایک عورت کو نکاح کا پیغام بھیجا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ تونے اس کو دیکھ بھی لیا ہے یا نہیں؟ میں نے کہا کہ نہیں۔آپ ﷺ نے فرمایا کہ اس کو دیکھ لے اس سے تم دونوں میں الفت زیادہ ہوگی۔''

اب دیکھنے کا یہ مطلب نہیں کہ ساتھ بٹھا کر گپ شپ کی جائے یا اس کے ساتھ گھوما پھرا جائے۔دیکھنے کی بھی حدود ہیں۔ہمارے ہاں یہ بھی ہوتا ہے کہ لڑکی کو دیکھنے ہر تیسرے دن آ رہے ہیں اور لڑکی بیچاری چائے وغیرہ لے کر جاتی ہے اور وہ اس کو دیکھ کر چلے جاتے ہیں لیکن جواب بھی نہیں دیتے جس سے اس لڑکی پر نفسیاتی دباؤ پڑتا ہے اور وہ بیچاری مریض بن جاتی ہے۔اس قسم کی حرکتوں سے بچیں اور اللہ سے ڈریں۔جو آپ اپنی بچی کے لیے چاہتے ہیں وہی دوسروں کی بچیوں کے بارے میں سوچیں۔مناسب یہی ہے کہ کسی تقریب میں بچی کو دیکھ لیا جائے یا کسی رشتہ دار کے گھر میں اس کا اہتمام کیا جائے تاکہ ایک ذہن سازی کی جا سکے اور لڑکی والوں کو نہ بتا کے اذیت سے بچایا جائے۔یہ بھی ذہن میں رہے کہ جب لڑکے اور لڑکی کا نکاح کا پکا ارادہ ہو صرف اس وقت لڑکے کو لڑکی کے دیکھنے کی اجازت ہے۔یہ نہیں کہ شرط ہی یہ لگا دی جائے کہ جب تک لڑکا نہ دیکھ لے ہم آگے نہیں چلیں گے۔بلکہ قاعدہ یہ ہے کہ جب باقی سارے معاملات ٹھیک ہو جائیں تو اس وقت ایک نظر دیکھنے کی اجازت ہے۔صرف چہرے اور ہاتھوں کو دیکھا جا سکتا ہے اور وہ بھی سب کے سامنے دیکھا جائے تو زیادہ بہتر ہے تاکہ بچی اور اس کے گھر والوں کو زیادہ پریشانی نہ ہو۔نبی کریم ﷺ (باقی صفحہ 13 پر)

انجینئر مختار فاروقی
0301-6998587
Email:hikmatbaalgha@yahoo.com

محکماتِ عالمِ قرآنی

4

2۔ حکومت الٰہی

11 قاہری را شرع و دستورے دہد — بے بصیرت سرمہ با کورے دہد

(دنیا دار حکمران) اپنی حکمرانی کے استحکام کے لیے ضابطے اور قانون بنا تا ہے (جو ظاہراً عوام کے فائدے کے لیے اور حقیقتاً عوام کو اپنے سے دور رکھنے کے لیے ہوتے ہیں) جسے بے بصیرت (اقتدار کے پجاری) حکمران اندھے عوام کو (مطمئن کرنے کے لیے چشم کشا) سرمہ کہہ کر دیتا ہے

12 حاصلِ آئین و دستورِ ملوک! — دہ خدایاں فربہ و دہقاں چو دوک!

ایسے مطلق العنان خدائی کے دعوے دار بادشاہوں کے ضابطہ اور آئین کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ وہ کاٹ کھانے والی بادشاہت کے روپ میں عوام کا خون چوستے ہیں مقتدر طبقہ فربہ و خوشحال اور عوام غریب تر اور تکلے کی طرح دبلے ہوجاتے ہیں

13 وائے بر دستورِ جمہور★ فرنگ — مردہ تر شد مردہ از صورِ فرنگ!

(خلافت آدم کا تصور پس پشت ڈال کرمغرب نے جو جمہوری نظام دیا ہے بقول ان کے یہ نظام عوام کی بہبود اور فلاح کا نظام ہے) افسوس کہ فرنگ کا یہ دستور جمہور ایسا ہے کہ اس نظام کے 'صور' سے جس مردہ (عوام) کو زندہ کرنا ہے وہ مزید بے سہارا اور ہلکان ہوجاتا ہے

11۔ حکمران بظاہر مساوات کا نعرہ لگاتے ہیں اور عوامی حکومت اور عوامی حاکمیّت کا درس دیتے ہیں مگر یہ سب کچھ سراب ہوتا ہے۔ ان کا روٹی، کپڑا، مکان کا نعرہ عوام کے لیے دلکش ہوتا ہے مگر حکمران اسے بھی اپنی تجوریاں بھرنے کے لیے استعمال کرتے ہیں، ان نعروں کے پیش نظر بڑی قانون سازی ہوتی ہے اور اشتہارات چھپتے ہیں مگر ان مراعات کا کچھ بھی عوام تک نہیں پہنچ پاتا، حکمران اور مقتدر طبقہ خود لوٹ کر اپنے لیے جمع کر لیتے ہیں، علامہ اقبال نے اُردو کلام میں اس لوٹ کھسوٹ کے لیے 'گدائی' کا لفظ استعمال کیا ہے اور کیا خوب اشعار کہے ہیں پڑھیے اور داد دیجیے۔ ★

12۔ مگر افسوس صد افسوس کہ ملکی میڈیا کے تمام وسائل استعمال کر کے عوام کو باور کرانے کے باوجود حکمرانوں کے آج کل کے آئین اور دستور کا حاصل ہے کہ عوام کو عوامی حکومت اور ووٹوں اور جمہوریت کا لالی پوپ دے کہ سلایا جائے اور ملکی وسائل لوٹ کر ملک کو کنگال (اور مغربی صہیونی اداروں کا مقروض) کر دیا جائے اس ساری مشقت کا حاصل یہ ہے کہ حکمران آسودہ حال اور ارب پتی ملک کے اندر محلات، شاندار رہائش، ہوائی جہاز، کاروبار اور بیرونِ ملک قیمتی جائیدادیں رکھنے کے باوجود مزید خدمت کے لیے آمادہ جبکہ عوام بے چارے مفلوک الحال، زمین کا مالک ملکی وقومی وعوامی کھا کر فربہ اور عوام تکلے کی طرح بے وسائل کمزور اور لاغر ونحیف، امیر امیر تر اور غریب غریب تر ہوجاتے ہیں۔

13۔ افسوس (صد افسوس) اس مغربی استعمار کے نمائندے برطانیہ پر کہ برصغیر میں اس کا دیا ہوا جمہوری دستور ایک سنہری دستاویز ہونے کے باوجود محکوموں غلاموں اور عوام کے لیے کسی خوشخبری کا حامل نہیں بلکہ موت کا پیغام ہے۔ یہ دستور ایک تریاق اور عوامی مسائل کے حل کے لیے نسخۂ کیمیا ہونا چاہیے تھا۔ اس کا چرچا اور پروپیگنڈا اس طرح کیا گیا کہ یہ غلام ومحکوم اقوام کے لیے آبِ حیات ہوگا اور اس نظام کے فروغ کے بعد فردوس بریں بروئے زمیں کا منظر ہوگا مگر محکوم اقوام اس دستور سے مردہ تر ہوگئیں اور استعمار نے ان محکوموں کو مزید کالے اور جابرانہ قوانین میں جکڑ لیا۔

★ علامہ اقبال نے اپنی مشہور اور شاہکار نظم ''ابلیس کی مجلس شوریٰ'' میں مغربی طرز حکمرانی پر بڑی حکیمانہ انداز میں روشنی ڈالی

ہم نے خود شاہی کو پہنایا ہے جمہوری لباس
جب ذرا آدم ہوا ہے خود شناس و خود نگر

اور مزید تبصرہ ایک مشیر کی زبان سے یوں ادا کیا ہے

میں تو اس کی عاقبت بینی کا کچھ قائل نہیں
جس نے افرنگی سیاست کو کیا یوں بے حجاب!

★ **گدائی**

مے کدے میں ایک دن اک رندِ زیرک نے کہا
ہے ہمارے شہر کا والی گدائے بے حیا
تاج پہنایا ہے کس کی بے کلاہی نے اسے
کس کی عریانی نے بخشی ہے اسے زرّیں قبا
اس کے آبِ لالہ گوں کی خونِ دہقاں سے کشید
تیرے میرے کھیت کی مٹی ہے اس کی کیمیا
اس کے نعمت خانے کی ہر چیز ہے مانگی ہوئی
دینے والا کون ہے، مردِ غریب و بے نوا
مانگنے والا گدا ہے، صدقہ مانگے یا خراج
کوئی مانے یا نہ مانے، میر و سلطاں سب گدا!

سالانہ اجتماع رفقاء کے لیے جماعتی عید کی حیثیت رکھتا ہے: ایوب بیگ مرزا

اقامت دین کی جدوجہد کے لیے ضروری ہے کہ پہلے انسان اپنے اندر جھانک کر دیکھے: ڈاکٹر عبدالسمیع

ہم اپنے رفقاء سے مستقلاً یہ تقاضا کرتے ہیں کہ ان کی زندگی میں قرآن رچا بسا ہو: شجاع الدین شیخ

میزبان: آصف حمید

تنظیم اسلامی: کل اور آج کے موضوع پر

حالات حاضرہ کے منفرد پروگرام ''زمانہ گواہ ہے'' میں معروف دانشوروں اور تجزیہ نگاروں کا اظہار خیال

مرتب: محمد رفیق چودھری

سوال: جماعت کے امیر کا حکم کس حد تک مانا جاسکتا ہے؟

شجاع الدین شیخ: اس حوالے سے احادیث میں دو باتیں آئی ہیں۔ایک یہ کہ جب تم اپنے امیر میں کھلا کفر دیکھو جو قرآن وحدیث کی رو سے واقعی کفر ہو تو پھر تم اس کی بات مت مانو۔دوسرا یہ کہ جب تمہارا امیر تمہیں معصیت کا حکم دے رہا ہو، شریعت کے خلاف حکم دے رہا ہو تو تم اس کی بات مت مانو بصورت دیگر اس کا ہر حکم ماننا ضروری ہے۔دنیا میں ہر جگہ، ہر ادارے میں ڈسپلن چلتا ہے تبھی ادارے چلتے ہیں۔ہمارا دین تو سب سے زیادہ ڈسپلن کا دین ہے۔اللہ کے رسول ﷺ فرما رہے ہیں کہ اگر تین افراد سفر پر جارہے ہوں تو ان میں سے ایک کو امیر بنالو۔ ہمارے دین میں ایسی آزادی نہیں ہے کہ جو چاہو کرو۔ کیونکہ جو یہاں شریعت کی پابندیوں سے آزاد ہوگا وہ کل آخرت میں جہنم میں قید ہوگا اور جو یہاں پابند ہوگا وہ وہاں جنت میں آزاد ہوگا۔نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے کہ ((الدُّنیا سِجنُ المُؤمِنِ وجنّةُ الکافِرِ))''دنیا مومن کے لیے قید خانہ اور کافر کے لیے جنت ہے''۔

سوال: جماعت کے امیر سے اختلاف کیسے کیا جاسکتا ہے؟

ڈاکٹر عبدالسمیع: ہماری اولین وفاداری اللہ، اس کے رسول ﷺ اور دین کے ساتھ ہے۔ہم تنظیم میں کیوں آئے ہیں؟ ظاہر ہے اپنی دینی ذمہ داریوں کو سمجھنے اور انہیں ادا کرنے کے لیے۔لہٰذا ہمیں یہ دیکھنا ہے کہ دین ہمیں کیا بتاتا ہے۔مثال کے طور پر نماز پنجگانہ ہم پر فرض کی گئی اور اس کا اصل مقصد ہے:

﴿وَاَقِمِ الصَّلٰوۃَ لِذِکۡرِیۡ ﴿۱۴﴾﴾''پس تم میری ہی بندگی کرو اور نماز قائم رکھو میری یاد کے لیے۔''(طٰہٰ:14)

نماز کا اصل مزہ تو انفرادی طور پر ادا کرنے سے آتا ہے لیکن باجماعت نماز ہم پر واجب کی گئی ہے۔کیونکہ اس سے ڈسپلن وجود میں آتا ہے۔باجماعت نماز میں تمام مقتدی امام کی پیروی کرتے ہیں۔اسی طرح دینی ذمہ داریوں کو ادا کرنے کے لیے جماعت میں ہونا ضروری ہے۔

ہماری بیعت میں یہ الفاظ موجود ہیں ((وعلٰی ان لا تنازع الامر)) یہاں امر فیصلہ کے معنوں میں ہے کہ جو فیصلہ کرنے کے اہل ہیں ہم ان سے تنازع نہیں کریں گے البتہ حق بات کہیں گے۔یعنی ہم اپنا نقطہ نظر واضح بیان کریں گے کہ مجھے اس سے اختلاف ہے۔پھر بھی اگر آپ یہ سمجھتے ہیں کہ جس مقصد کے لیے میں نے یہ تنظیم جوائن کی تھی وہ مقصد پورا نہیں ہو رہا اور موجودہ امیر اس سے ہٹ گیا ہے۔تو پھر بھی اس تنظیم سے نکلنا اسلام سے نکلنا نہیں ہے بلکہ آپ کے لیے راستہ کھلا ہے۔آپ اس تنظیم کی بیعت کو فسخ کر سکتے ہیں اور کسی دوسری جماعت میں جاسکتے ہیں یا خود اپنی جماعت بنا سکتے ہیں۔

شجاع الدین شیخ: رفیق تنظیم کے لیے تنظیم میں مختلف فورمز ہیں۔سب سے چھوٹا فورم اُسرہ ہے جس کا ایک نقیب ہوتا ہے۔اگر کوئی علمی، فکری یا عملی نوعیت کا اختلاف یا طریقہ کار کے حوالے سے کوئی خلجان پیدا ہو رہا ہے تو رفیق تنظیم سب سے پہلے نقیب کو بتائے۔اگر وہ اس کو مطمئن نہیں کر سکا تو پھر اس کے اوپر مقامی تنظیم ہے، اس کے امیر کو بتایا جاسکتا ہے۔وہاں سے بھی مسئلہ حل نہ ہو تو پھر حلقہ کے امیر کو بتائے۔یہاں تک کہ وہ مرکز تک آسکتا ہے اور امیر تنظیم سے بھی براہ راست بات کر سکتا ہے۔میں سمجھتا ہوں کہ تنظیم اسلامی میں آزادی اظہار رائے کے جتنے مواقع ہیں وہ کسی دوسری جماعت میں نہیں ہیں۔ امام الانبیاء ﷺ پر تو براہ راست وحی آتی تھی لیکن انہیں بھی مشاورت کا حکم دیا گیا کہ:

﴿وَشَاوِرۡهُمۡ فِی الۡاَمۡرِ ۚ﴾''اور معاملات میں ان سے مشورہ لیتے رہیں۔''

اسی طرح اللہ تعالیٰ سورۃ الشوریٰ کی آیت 38 میں ایمان والوں کی شان بیان فرماتے ہیں کہ:

﴿وَاَمۡرُهُمۡ شُوۡرٰی بَیۡنَهُمۡ ۪﴾''اور ان کا کام آپس میں مشورے سے ہوتا ہے۔''

لہٰذا شخصی بیعت کا جو تصور ہے اس سے مشاورت کا نظام مضبوط ہوتا ہے، کیونکہ سنت سے یہی ہمیں مل رہا ہے۔آج ہم ایک انقلابی طریقہ کار پر کاربند ہیں کہ انقلابی جدوجہد کے ذریعے ہی ہم غلبہ دین کی جدوجہد کو آگے بڑھانا چاہیں گے۔ہم نے تنظیم میں شمولیت بھی اسی لیے اختیار کی ہے۔ لیکن ہم دیکھتے ہیں کہ آج انقلابی طریقہ کار میں تصادم کے مرحلے میں قتال فی سبیل اللہ والا معاملہ قابل عمل نہیں ہے۔لہٰذا اس کی جگہ ہم کوئی دوسرا راستہ اختیار کر سکتے ہیں۔ اسی طرح انتخابی طرز سیاست کو حرام نہیں سمجھتے البتہ ہم سمجھتے ہیں کہ اقامت دین کے لیے انتخابی سیاست کا راستہ موزوں نہیں ہے اور تجربات سے بھی یہ بات کئی دفعہ ثابت ہو چکی ہے۔لیکن پھر بھی اگر حالات کبھی ایسے ہو جائیں کہ ہمیں کوئی اور طریقہ کار اختیار کرنا پڑے تو ہم اس ضمن میں امیر تنظیم سے مشورہ بھی کریں گے اور اللہ سے بھی دعا مانگیں گے۔جب یہ مشورہ بھی ہوگا اور کتاب وسنت سے دلیل ہمارے لیے اصل دلیل ہوگی تو وہ فیصلہ کوئی کفر بواہ یا خلاف اسلام تو نہیں ہوگا؟ تو گویا بدلتے حالات میں طریقہ کار کے کسی مرحلہ پر بھی تبدیلی کا امکان ہے لیکن وہ

تبدیلی کتاب وسنت کے دائرے کے اندر رہتے ہوئے اور مشاورت سے ہوگی۔

سوال: کیا ڈاکٹر اسرار احمدؒ کی تصانیف میں ایڈیٹنگ کی جاسکتی ہے؟

ایوب بیگ مرزا: بنیادی اخلاقیات کا اصول یہی ہے کہ اگر کوئی مصنف فوت ہو جائے اور اس کی کوئی تحریر سامنے آئے تو آپ کو کوئی حق نہیں ہے کہ آپ اس میں کوئی تحریف یا تبدیلی کریں۔ لیکن یہ ہوسکتا ہے کہ ڈاکٹر صاحب کی کسی تحریر یا خطاب میں حالات کے مطابق تبدیلی کی ضرورت پڑ جائے تو اصل متن وہی رہنے دیا جائے اور اس کے نیچے حاشیہ میں اس کو تبدیل کر دیا جائے تاکہ پڑھنے اور سننے والے پر بات واضح ہو جائے۔ ایسی صورت میں یہ بددیانتی شمار نہیں ہوگی۔

شجاع الدین شیخ: کچھ کتابچوں میں الفاظ مشکل تھے لہٰذا اگر ان کی جگہ آسان لفظ لکھنا بھی پڑا تو اس کو حاشیہ میں لکھا گیا ہے۔ اسی طرح ڈاکٹر صاحب کی ایک معروف کتاب اُم المسبحات ہے جو سورۃ الحدید کی تشریح میں لکھی گئی تھی۔ اس میں ایک مسئلے کی وضاحت کی شدید ضرورت تھی لہٰذا اس کو تنظیم اسلامی کی شوریٰ میں زیر بحث لایا گیا اور شوریٰ کی رائے سے اس میں حاشیہ کا اضافہ کیا گیا اور اب اسی وضاحت کے ساتھ ہی سورۃ الحدید کا درس چھاپا جاتا ہے۔ بانی محترم نے بعض سینئر ساتھیوں جن میں انجینئر نوید احمد مرحوم ومغفور بھی شامل تھے، کی باقاعدہ ذمہ داری لگائی تھی کہ میری تقریر میں اگر کوئی قابل اعتراض بات ہو تو اس کو ایڈٹ کر لیا کریں۔

ڈاکٹر عبدالسمیع: امیر تنظیم نے مجھے ڈاکٹر صاحب کی آڈیو بکس کی ریڈنگ کی ذمہ داری لگا رکھی ہے۔ اس میں ایک مشکل یہ پیش آتی ہے کہ ان کے جو مشکل الفاظ ہوتے ہیں جن کے بارے میں 'میں محسوس کرتا ہوں کہ وہ لوگوں کی سمجھ میں نہیں آئیں گے، اگر میں ان کی وضاحت کروں تو فلو ٹوٹ جاتا ہے۔ لہٰذا کہیں کہیں میں نے ایسے آسان الفاظ استعمال کیے ہیں جن میں اصل سینس نہیں بدلتی۔ البتہ جہاں وضاحت کی شدید ضرورت پڑتی ہے تو وہاں میں ٹون تبدیل کر کے بات کرتا ہوں تاکہ لوگوں کو پتا چل جائے کہ یہ میں بات کر رہا ہوں۔

سوال: تنظیم اسلامی میں تربیت اور تزکیہ کا کیا طریقہ کار ہے؟

شجاع الدین شیخ: تنظیم اسلامی میں تمام رفقاء امیر تنظیم کے ہاتھ پر بیعت ہیں۔ اگر کسی رفیق کو کوئی ذمہ داری دی جارہی ہے تو امیر تنظیم کی منظوری سے اس کو ذمہ داری دی جاتی ہے۔ کوئی بھی دینی جماعت جس نے معاشرے میں دین کے نفاذ کے لیے جدوجہد کرنی ہے تو اس میں ذمہ داریاں کوئی انجوائے کرنے کے لیے نہیں ہوتیں بلکہ وہاں قدم قدم پر کڑوی گھونٹ پینی ہوتی ہے۔ کیونکہ دینی جماعت کے رفقاء اکثر وبیشتر رضاکارانہ بنیادوں پر کام کر رہے ہوتے ہیں اور رضاکاروں کی جماعت کو لے کر چلنا کوئی آسان کام نہیں ہے۔ بلکہ امیر تنظیم اسلامی حافظ عاکف سعید جب تربیتی پروگراموں میں ہمیں سمجھا رہے ہوتے ہیں تو ان کے پیش نظر سورہ آل عمران کی آیت 159 ہوتی ہے:

''(اے نبیﷺ) یہ تو اللہ کی رحمت ہے کہ آپ ان کے حق میں بہت نرم ہیں۔''

یہاں غزوۂ احد کا تذکرہ ہو رہا ہے جس میں ستر صحابہؓ کی شہادت ہوتی ہے۔ درے پر معمور کچھ صحابہؓ کی غلطی کی وجہ سے جنگ کا پانسہ پلٹ گیا لیکن اللہ تعالیٰ فرما رہا ہے کہ ان کے لیے اللہ سے مغفرت مانگیے اور ان کو اپنے مشوروں میں شامل کیجیے۔ اس حوالے سے امیر تنظیم کی راہنمائی بار بار ہمارے سامنے آتی ہے۔ جہاں تک تنظیم میں تربیت اور تزکیے کا معاملہ ہے تو الحمدللہ ثمہ الحمدللہ۔ جب مرکز میں ہمارے ساتھی انجینئر نوید احمد مرحوم ناظم تعلیم وتربیت تھے تو ان کے دور میں ہمارے مرکز میں جماعت اسلامی کے کچھ ساتھی تشریف لائے تھے اور غالباً انہوں نے ہمارے مرکز میں دو دن گزارے۔ اس پر جماعت اسلامی کے سینئر لوگوں نے اپنے تاثر بیان کرتے ہوئے کہا کہ ماشاءاللہ تنظیم اسلامی کا تربیت کا نظام بہت منظم ہے۔ تزکیے کے اعتبار سے اولین کتاب قرآن حکیم ہے اور تزکیے کا منبع رسالت مآبﷺ کی ذات بابرکات ہے۔ نبی کریمﷺ کے دور میں بدر کے تین سو تیرہ افراد ہمیں نظر آتے ہیں جنہوں نے اپنے سے تین گنا بڑے لشکر کفار کو شکست دی تو یہ اس تربیت اور تزکیہ کا ہی اثر تھا جو نبی کریمﷺ نے قرآن کے ذریعے کی تھی:

﴿هُوَ الَّذِيْ بَعَثَ فِي الْاُمِّيّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ﴾ (الجمعہ:2) ''وہی تو ہے جس نے اٹھایا اُمیین میں ایک رسول ان ہی میں سے، جو ان کو پڑھ کر سناتا ہے اُس کی آیات اور ان کا تزکیہ کرتا ہے اور انہیں تعلیم دیتا ہے کتاب وحکمت کی۔''

تنظیم اسلامی اسی پیٹرن پر اپنے رفقاء کا تزکیہ کرتی ہے۔ تنظیم کا ہر اجتماع تذکیر بالقرآن سے شروع ہوتا ہے۔ پھر ہر رفیق تنظیم کو اس کی تلاوت کا معمول، اس کا ترجمہ پڑھنے کا معمول، تفسیر پڑھنے اور سننے کا معمول، درس قرآن میں شرکت کا معمول، قرآن حکیم کو حفظ کرنے کا معمول دیا جاتا ہے۔ یعنی ہم اپنے رفقاء سے مستقلاً یہ تقاضا کرتے ہیں کہ ان کی زندگی میں قرآن رچا بسا ہو۔ پھر اسی طرح اللہ کے نبیﷺ کی تعلیمات کا مطالعہ، آپﷺ کی احادیث کا مطالعہ، روزمرہ کے معمولات میں آپﷺ کا طرز عمل، پھر سیرت نبیﷺ کے ساتھ ساتھ سیرت صحابہؓ کا مطالعہ، یہ سب ہمارے تربیتی نظام کا لازمی جزو ہے۔ تنظیم کے رفقاء کو ذاتی یادداشت کی ایک کتاب دی جاتی ہے جس میں وہ اپنا جائزہ لے سکتا ہے۔ اس میں مختلف ٹولز دیے گئے ہیں جس میں اس کی نمازوں کی کیفیت، اخلاقیات کی کیفیت، منکرات سے بچنا وغیرہ، ان تمام چیزوں کے حوالے سے فارم پر کر کے وہ مرکز کو ارسال کرتا ہے۔ تنظیم ان تمام مراحل سے گزار کر اپنے رفقاء کی تربیت اور تزکیہ کا اہتمام کرتی ہے۔

ڈاکٹر عبدالسمیع: اصل میں اقامت دین کی جدوجہد کے لیے ضروری ہے کہ پہلے انسان اپنے اندر جھانک کر دیکھے۔ تزکیہ نفس نام ہی کسی شخص کو اپنے اندر جھانکنے کا طریقہ سکھانے اور اس کو ٹرینڈ کرنے کا ہے کہ وہ اپنا جائزہ کس طرح لے سکتا ہے۔ یہ معاملہ ذاتی تجربے کے بغیر ممکن نہیں۔ میں لاکھ یہ درس دیتا رہوں کہ حسد، کینہ، بغض اور حب دنیا نہیں ہونی چاہیے لیکن جب تک کسی موقع پر مجھے خود کلک نہیں ہوگا کہ میں اس مرض میں مبتلا ہوں تو میں تزکیہ کی راہ پہ جا ہی نہیں سکتا۔ صوفیاء کرام انسان کا جب تزکیہ کرتے تھے تو پہلے انسان کے اندر اصل مرض کی نشاندہی کرتے تھے۔ اصل مرض 'میں'' ہوتی ہے۔ جب انسان اپنے اندر جھانک کر اس 'میں' کو پکڑ لیتا ہے تو وہ اصل تزکیہ ہوتا ہے۔ تنظیم میں اس کا اتنا مقام ہے کہ ہماری قرارداد تاسیس ہی ان الفاظ سے شروع ہوتی ہے کہ:

''ہمارے نزدیک دین کا اصل مخاطب فرد ہے اور اسی کی اخلاقی اور روحانی تکمیل اور فلاح ونجات دین کا اصل موضوع ہے۔''

یعنی وہ اقامت دین کی جدوجہد کرے لیکن اس کو اصل فکر اپنی ہو۔ جب یہ ہوگا تو اس کو اس کی فکر نہیں ہوگی کہ میری رائے مانی جارہی ہے یا نہیں۔ بلکہ اس کو زیادہ فکر اس کی ہوگی کہ میرا فوکس آخرت ہے یا نہیں ہے؟ یعنی تزکیہ کا اصل مطلب یہ ہے کہ پہلے میری نجات اور پھر اقامت دین کی جدوجہد۔ لیکن جو انقلابی ذہن کا آدمی ہوتا ہے وہ یہ سمجھتا ہے کہ آدمی کی خیر ہے اگر اقامت کی جدوجہد ہوتی ہے تو یہ بڑی کامیابی ہے۔ فرض کیجیے اقامت دین کی جدوجہد کے نتیجے میں اللہ کا دین قائم

ہوجاتا ہے جس میں میری کوششیں زیادہ لگی ہیں لیکن اگر میرے اندر عیب پیدا ہوجاتا ہے جس کی وجہ سے میں آخرت میں جہنم میں جھونک دیا جاتا ہوں تو وہ اقامت دین کی جدوجہد میرے کسی کام کی نہیں۔

سوال: ایک رفیق تنظیم کے پاس اگر کسی تنظیمی عہدیدار کے بارے میں کوئی خبر آئے تو اسے کیا کرنا چاہیے؟

ڈاکٹر عبدالسمیع: پہلے تو اسے تحقیق کرنی چاہیے۔ جس آدمی کے بارے میں کوئی بات ہے تو سیدھا جا کر اس سے پوچھے ورنہ کسی دوسرے کے ذریعے اس کے بارے میں تحقیق کرے اور پھر اس کے بارے میں اپنی تحقیق کرے۔ لیکن دوسرا مسئلہ جو امیر کی اطاعت کے متعلق ہے وہ تزکیہ کے ساتھ جڑا ہے۔ یہ بہت آسان مسئلہ ہے۔ کوئی آدمی صائب الرائے اور صاحب الرائے ہونے کے باوجود امیر کا کہنا مانے اس کے لیے تزکیہ کی بہت ضرورت ہے۔ کیونکہ ''میں'' مرے گی تو میں امیر کی بات مانوں گا ورنہ جتنا میرا علم اور سمجھ میں اونچا مقام ہے اتنا ہی سمع وطاعت پر چلنا میرے لیے مشکل ہے۔

شجاع الدین شیخ: اس حوالے سے دین کی اصولی تعلیم ہمیں اپنے سامنے رکھنی چاہیے۔

﴿یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ جَآءَکُمْ فَاسِقٌۢ بِنَبَاٍ فَتَبَیَّنُوْٓا﴾

''اے اہل ایمان! اگر تمہارے پاس کوئی فاسق شخص کوئی بڑی خبر لے کر آئے تو تم تحقیق کر لیا کرو'' (الحجرات:6)

اسی طرح آپ ﷺ نے فرمایا کہ جب تک کسی معاملے میں دونوں فریقوں کی رائے نہ سن لو کوئی اس کے بارے میں فیصلہ نہ کرو۔'' دینی جماعتوں میں یا کسی بھی اجتماعیت میں یہ معاملہ ہوجایا کرتا ہے کہ ہر اڑتی ہوئی بات بالخصوص منفی بات کو لوگ فوراً قبول کر لیتے ہیں۔ ویسے شیطان ہر ایک کے ساتھ لگا ہوا ہوتا ہے لیکن جہاں دین، فکر، اللہ کے ساتھ تعلق کا معاملہ ہو وہاں شیطان زیادہ سرگرم ہوتا ہے۔ اس حوالے سے اصولی تعلیم یہ ہے کہ جب میرے سامنے میری تنظیم کے بارے میں یا امیر کے بارے میں یا کسی ذمہ دار کے بارے میں کوئی بات اڑ کر آئی ہے تو دینی اور اخلاقی تقاضا ہے کہ جس سے متعلق ہو اس سے میں پوچھ تو لوں۔ اس سے پہلے تقاضا یہ ہے کہ ایک مسلمان کا دوسرے مسلمان کے بارے میں حسن ظن ہونا چاہیے۔ واقعہ افک کے حوالے سے ہمیں پوری تعلیم دی گئی کہ ایسی کوئی بات تمہارے پاس آتی ہے تو:

﴿سُبْحٰنَکَ ھٰذَا بُھْتَانٌ عَظِیْمٌ﴾ ''(اور کہتے کہ) اے اللہ! تو پاک ہے یہ تو ایک بہت بڑا بہتان ہے!'' (النور:16)

لہٰذا بحیثیت مسلمان ہمارا ہر مسلمان کے بارے میں گمان اچھا ہونا چاہیے۔ دوسری بات یہ ہے کہ اگر براہ راست پوچھ سکتا ہوں تو براہ راست پوچھ لوں نہیں تو تنظیم کا نظم موجود ہے اس کو استعمال کرنا چاہیے۔ اس سے پہلے میں اس بات کے بارے میں اپنی کوئی رائے قائم نہ کروں۔

ایوب بیگ مرزا: میں سمجھتا ہوں کہ تزکیہ کی ضرورت آج کے دور میں بہت زیادہ ہوچکی ہے کیونکہ آج کا انسان مذہب سے دور ہوتا جا رہا ہے۔ اس کی اہمیت تو صحابہ کرامؓ بھی محسوس کرتے تھے جن کو نبی اکرم ﷺ کی صحبت حاصل تھی۔ اسی طرح کا معاملہ تابعین اور تبع تابعین کا تھا۔ ایران کے محاذ پر جب اسلامی فوجیں برسرپیکار تھیں تو ایرانیوں نے ایک جاسوس جائزہ لینے کے لیے مسلمانوں کے اندر بھیجا۔ اس نے واپس آکر بتایا کہ مسلمان فوجی تو رات کے راہب اور دن کے شہسوار ہیں۔ اس کا مطلب ہے کہ دن کا شہسوار بننے کے لیے رات کا راہب ہونا ضروری ہے۔

سوال: تنظیم اسلامی کے سالانہ اجتماع کی کیا اہمیت ہے؟

شجاع الدین شیخ: کسی بھی دینی اجتماعیت کے لیے سالانہ اجتماع بہت سارے اعتبارات سے قیمتی ہوتا ہے۔ ایک یہ کہ رفقاء کو ایک دوسرے سے ملاقات کا موقع ملتا ہے۔ پھر اپنے امیر سے، اکابرین سے ملاقات کا موقع ملتا ہے۔ جس فکر کو انہوں نے قبول کیا اس کو تازہ کرنے کا موقع ملتا ہے اور ایک دوسرے کے تجربات سے فائدہ اٹھانے کا موقع ملتا ہے۔ موسم کی سختی اور شدت ہوتی ہے تو تربیت کا موقع ہوتا ہے۔ گھر سے نکلنا، راتیں وہاں گزارنا، سفر کی صعوبتیں برداشت کرنا اس پر اجروثواب بھی ملتا ہے اور سارا معاملہ انسان کی تربیت کا بھی ذریعہ بنتا ہے۔

ڈاکٹر عبدالسمیع: سالانہ اجتماع میں جتنے لوگ جمع ہوتے ہیں وہ وہاں پر ڈسپلن کا مظاہرہ کرتے ہیں۔ پچھلے چند سالانہ اجتماعات کے حوالے سے کئی کارنرز سے یہ بات آئی کہ اجتماع میں چار ہزار لوگ تھے لیکن آپ کی تنظیم میں ڈسپلن دیکھ کر بہت خوشی ہوئی۔

ایوب بیگ مرزا: سالانہ اجتماع رفقاء کے لیے جماعتی عید کی حیثیت رکھتا ہے۔

قارئین پروگرام ''زمانہ گواہ ہے'' کی ویڈیو تنظیم اسلامی کی ویب سائیٹ www.tanzeem.org پر دیکھی جاسکتی ہے۔

امیر تنظیم اسلامی کی مصروفیات

(18 اکتوبر تا 24 اکتوبر 2018ء)

جمعرات (18 اکتوبر) کو صبح 09:00 بجے دارالاسلام میں مرکزی مجلس عاملہ کے اجلاس میں شرکت کی۔ جمعہ (19 اکتوبر) کو بعد نمازِ عصر جامع القرآن' قرآن اکیڈمی میں ایک نکاح پڑھایا۔ ہفتہ (20 اکتوبر) کو صبح 08:00 تا 10:30 بجے دارالاسلام مرکز میں نقباء کورس میں لیکچرز دیے۔ بعدازاں طے شدہ پروگرام کے مطابق اسلام آباد روانگی ہوئی۔ بعد نمازِ مغرب راولپنڈی-اسلام آباد انجمن خدام القرآن کے ایک سالہ کورس' T.P.I. (Total Physical Interaction) عربی کورس اور شارٹ کورسز کے شرکاء میں اسناد تقسیم کیں اور مختصر خطاب فرمایا۔ اس موقع پر نائب ناظم اعلیٰ پاکستان شمالی جناب راجہ محمد اصغر بھی موجود تھے۔ اتوار (21 اکتوبر) کو صبح 09:30 بجے تا نمازِ ظہر اسلام آباد ہوٹل میں ''ریاستِ مدینہ'' مہم کے حوالے سے منعقدہ سیمینار کی صدارت کی۔ بعد نمازِ عشاء اپنی قیام گاہ پر حلقہ اسلام آباد کے ایک رفیق (جناب عامر نوید) سے تفصیلی ملاقات کی۔ سوموار (22 اکتوبر) کو صبح 08:00 تا دوپہر 1:00 بجے پیپونٹ (اسلام آباد) میں ملتزم تربیتی کورس میں لیکچرز دیے۔ شام 04:00 بجے بزرگ رفیق کمانڈر شریف صاحب کی رہائش گاہ (بحریہ ٹاؤن) پر اُن کی جواں سال بیٹی کی وفات پر تعزیت کی۔ رات کو لاہور واپسی ہوئی۔ منگل (23 اکتوبر) کو قرآن اکیڈمی میں دن 11:00 بجے کراچی سے آئے ہوئے جناب تسنیم احمد' شام 05:00 بجے اسلام آباد سے آئے ہوئے ایک حبیب جناب نوید احمد' بعد نمازِ مغرب کوئٹہ کے رفیق جناب سلیمان قیوم اور رات 07:00 بجے جناب خالد سلطان سے انفرادی ملاقاتیں کیں۔ بدھ (24 اکتوبر) کو قرآن اکیڈمی میں اسلام آباد کے رفیق جناب عمران ریاض سے تفصیلی ملاقات کی۔ بعد نمازِ مغرب جناب قاری احمد قمر سے ملاقات کی۔

ارتکابِ حق گوئی

عامرہ احسان
amira.pk@gmail.com

پاکستانی معیشت کی ڈوبتی نبضیں قرض کی بہت بہتر ڈرپ (بہ نسبت IMF) لگنے سے بحال ہونے لگیں۔ آئی ایم ایف کی کڑی شرائط، بے رحم جکڑ بندیاں، عوام نچوڑ پالیسیاں کچھ پیچھے ہٹ کر کھڑی ہو گئی ہیں۔ اپنوں سے قرض لینے میں یہ اطمینان تو ہے کہ اپنا مارے گا بھی تو چھاؤں میں رکھے گا۔ سعودی عرب سے دیرینہ تعلقات، پاکستان اور سرزمین حرمین شریفین کا ہمہ گیر اتفاق و اشتراک ایک طویل تاریخ کا حامل ہے۔ صد شکر کہ عالمی سطح پر اس وقت سفارتی تنہائی (جمال خشوگی مسئلہ پر) کے شکار سعودی عرب نے بڑھ کر پاکستان کو معاشی مشکلات سے نکالنے کے اقدامات کیے۔ سعودی عرب جاتے ہوئے عمران خان کو مڈل ایسٹ آئی نے انٹرویو لیتے ہوئے خشوگی کے قتل کے حوالے سے سوالات میں گھیرا۔ جواب دیتے ہوئے روایتی کھرے پن اور صاف گوئی سے کام لیا، جہاں سفارتی حکمت اور قومی وقار کے تقاضے کچھ اور تھے! اس کانفرنس پر جاتے ہوئے (جس کا جمال خشوگی قتل پر دیگر کئی لیڈروں نے بائیکاٹ کر دیا تھا) عمران خان نے کہا: اگرچہ خشوگی کی موت پر تشویش ہے، مگر میں یہ کانفرنس چھوڑ نہیں سکتا۔ پاکستان کی معاشی حالت کو سنبھالا دینے کے لیے ہمیں سعودی قرضوں کی اشد ضرورت ہے۔ ہمارے معاشی حالات مایوس کن ہیں۔ 21 کروڑ انسانوں کے ملک میں ہم بدترین قرضہ جاتی بحران سے گزر رہے ہیں۔ اگر ہمیں فوری قرضے نہ ملے تو دو تین مہینوں میں ہمارے پاس ضروری زرمبادلہ نہ ہوگا۔ بار قرض چکانے اور درآمدات کی ادائیگیوں کے لیے کچھ نہ ہو گا۔ سو ہم اس وقت مجبور ہیں! اس انٹرویو میں سے یہی حصہ رائٹر اور برطانوی مڈل ایسٹ آئی نے (22 اکتوبر) نمایاں رپورٹ کیا۔

اہلِ تشہیر و تماشا کے طلسمات کی خیر
چل پڑے شہر کے سب شعلہ نوا اور طرف !

اس گفتگو میں احتیاط درکار تھی۔ سرفہرست بات تو یہی رکھنے کو تھی کہ سعودی عرب سے ہمارے تعلقات وقتی حادثات، واقعات سے بالاتر ہیں۔ ملکی وقار اور اہم ترین مسلم مملکت سے ہماری دوستی کے بھرم کا تقاضا تھا کہ کشکول سامان میں تھی بھی، تو چھپا ہی لی جاتی! تاہم اسی کھرے پن میں امریکہ کے ساتھ مشرفی تعاون پر وہ سب کچھ کہہ دیا، جس کی جرأت کسی اور نے نہ کی تھی۔ گھگھی بندھتی تھی یہ سچ بولتے ہوئے! وزیراعظم نے کہا: مشرف نے امریکی دباؤ میں آ کر وہ سب کچھ کر ڈالا جو کسی بھی پاکستانی حکمران کی جانب سے کی جانے والی بہت بڑی فاش غلطی، حماقت تھی۔ جو کچھ قبائلی علاقوں میں ہوا وہ تقریباً خانہ جنگی ہی تھی۔ عوام اپنی ہی فوج کے مقابل کھڑے ہو گئے، جنگی کارروائیوں میں عام شہریوں کے نقصانات کی بنا پر۔ جو پھر ایک بھرپور آپریشن پر منتج ہوا۔ آدھی آبادی دربدر ہو گئی۔ اندرون ملک دس، بارہ سالوں میں پورا علاقہ جنگ سے تباہ ہو گیا اور علاقہ آج بھی محفوظ نہیں۔ ہمارے 80 ہزار لوگ جاں بحق ہوئے۔ یہ سب امریکی دباؤ کا نتیجہ تھا۔ ایسا کبھی دوبارہ نہیں ہونا چاہئے کہ پاکستان، امریکہ سمیت کسی کے اصرار پر اپنے لوگوں کے خلاف فوج کشی کرے۔ آج تو امریکہ بھی اس نتیجے پر پہنچ چکا ہے کہ افغانستان میں جنگی حل ممکن نہیں، اور اس نے طالبان سے مذاکرات کی راہ اختیار کی ہے۔ تاہم یہ کھرا پن خارجہ پالیسی کی درستگی اور ملکی وقار، خودمختاری اور استحکام کے لیے عین مطلوب ہے۔ ہمارے ہاں سعودی عرب، سرمایہ کاری کانفرنس میں شرکت کے حوالے سے جو ایک خاص خبر لگائی گئی وہ یہ تھی کہ عمران خان نے بغیر پرچی کے انگریزی میں تقریر کی! گویا شکر ہے کشکول انگریزی میں پھیلایا۔ مدد انگریزی میں مانگی۔ 71 سال بعد بھی قوم کی غلامانہ خوبو بلکہ بدبو دور نہ ہو سکی! باوجود یہ کہ اقوام متحدہ میں شاہ محمود قریشی نے انگریزی میں لکھی گئی تقریر کا بصد اہتمام اردو ترجمہ کروا کر قومی زبان میں خطاب کیا تھا۔ انگریزی اگر صرف ایک آلہ یا ہتھیار ہو تو فبہا۔ لیکن اس کا خصوصی خبر بن کر جگمگانا احساس کمتری کی بدترین علامت ہے۔ فی الوقت یہی اطمینان بخش ہے کہ ہم آئی ایم ایف کی فوری دریوزہ گری سے بچ نکلے ہیں۔ معیشت کی بحالی ملکی وقار کے لیے بھی حد درجے ضروری ہے۔

خشوگی کیس میں ترک سفارتکاری لائق تحسین ہے۔ امریکہ اور سعودی عرب کے ساتھ اس نہایت حساس اور پیچیدہ معاملے پر اردوان نے جس مضبوطی، راست بازی کا مظاہرہ کیا ہے وہ لائق تحسین ہے۔ جس مہارت سے واقعات کی تہہ تک پہنچا ہے وہ قابل ستائش ہے۔ ایک طرف امریکہ اور مغرب سے بگڑتے تعلقات کا رخ موڑا ہے۔ دوسری جانب سعودی عرب سے سفارتی سطح پر کھلی جنگ کر کے تعلق بگاڑنے کی بجائے، احتیاط سے حقائق سامنے لا رکھے ہیں۔ اگر ایسا معاملہ (کسی بھی دور حکومت میں) پاکستان کو درپیش ہوتا تو امریکی جاسوسی تحقیقی تفتیشی ٹیموں کے وفود گھسے چلے آتے۔ انہیں ویزے بھی درکار نہ ہوتے! (ہم نے تو اپنی وزیراعظم کے قتل کے لیے بھی دساور سے تفتیش کار منگوائے تھے) ہاتھ پاؤں پھولے ہوتے۔ رنگ برنگے بیانات اور بریکنگ نیوز سر پھوڑ رہی ہوتی۔ یہاں اردوان نے خود پریس کانفرنس کر کے حقائق دنیا کے سامنے رکھے۔ یہ سب اعتماد، سربلند اور حقیقتاً آزاد ہونے کی بنا پر ہے۔ ہاتھ میں کشکول جو نہیں! تاہم عالمی ضمیر جب کچھ معاملات میں حیرت انگیز طور پر انگڑائی لے کر اٹھ جاتا اور ہنگامہ کھڑا کرتا ہے تو یقین نہیں آتا کہ اس میں زندگی کی کچھ رمق باقی تھی؟ کانا ضمیر! غزہ، کشمیر، شام کہیں بھی تو ذی حس ذی شعور ہونے کا مظاہرہ نہیں کرتا۔ جلتی بستیوں میں روہنگیا کے معصوم بچوں کے پھینکے جانے تک پر تو منہ موڑے رکھتا ہے، بھنگ پی کر سویا رہتا ہے۔

یہ ہم بلاسبب نہیں لکھ رہے۔ مغرب کا ایکسرے، کینیڈا کے حوالے سے سامنے آیا ہے۔ یہ مغرب کا نسبتاً مہذب ملک سمجھا جاتا ہے۔ عوام کے پُرزور اصرار پر ٹروڈو نے انتخابی مہم میں بھنگ کو قانونی قرار دیے جانے کا وعدہ کر لیا تھا، وہ اب پورا کر دیا ہے۔ سو وہاں سٹوروں پر بھنگ طلب عوام کی لمبی لائنیں لگی ہوئی ہیں۔ پہلے بھی مغرب میں انتخابی وعدے ہم جنس پرستی قانونی، ایسی شادیاں قانونی، اسقاط حمل قانونی ٹھہرانے والے ہوتے رہے۔ گویا لاقانونیت کو قانون بنا دینا ان کی ترقی ہے! کیا یہی ہے معاشرت کا کمال؟ ضمیر کی موت کے مزید وجوہات جاننا چاہتے ہیں؟ فیس بک انتظامیہ کے مطابق صرف گزشتہ 3 ماہ میں 87 لاکھ بچوں کی جنسی آلودگی کی تصاویر ہٹائی گئی ہیں۔ بدنصیبی سے فحش ویب سائٹس پر گھومنے پھرنے

والوں میں پاکستانی شرمناک اعداد وشمار میں پائے جاتے ہیں۔ بے ضمیری کی ایک تصویر یہ بھی تو ہے کہ ڈاکٹر عافیہ کیس پیروی کے 20 لاکھ ڈالر بھی خرد برد کا شکار ہوگئے! بہن رہا تو کیا کرواتے پیسہ بھی کھا گئے! تف بر تو!

2001ء سے جو ماڈریٹ، روشن خیال مسلمان تخلیق ہونا شروع ہوا تھا، وہ اب حدود و قیود نا آشنا شتر بے مہار سیکولر مسلمانوں کی فصلیں اگا چکا ہے۔ جس ضمن میں رینڈ کارپوریشن کی تحت اقراری مقالے موجود ہیں کہ اسلام کا چہرہ بدلنے کے لیے، نظریات کی جنگ جیتنے کے لیے امریکہ نے کروڑوں ڈالر خرچ کئے۔ یہ ہمارے اپنے اپنی جگہ۔ لیکن کیا امریکہ نے یہ جنگ جیت لی؟ کھربوں ڈالر، 17 سال، برباد معیشت، ڈھائی ہزار تابوت، ہزاروں معذور، ہزاروں ذہنی مریض کما کر افغانستان میں اپنی شکست کا اقرار کرنے پر مجبور ہے۔ سائنس اور ٹیکنالوجی بمقابلہ ایمان اور توکل علی اللہ کا یہ معرکہ نتیجہ خیز تو ہو چکا۔ لیکن اسے مان لینے میں دنیا بھر کا سر پُرغرور خاک میں ملتا ہے۔ درویشوں، سادہ لوح خالص مسلمانوں کے ہاتھوں امریکی سونڈ پر ایک نیا داغ قندھار میں لگا ہے۔ شدید ترین سکیورٹی کے بیچ ایک (طالبان کارندے) نے امریکی قیمتی ترین مہرہ اور پروردہ مقامی سفاک جنرل عبدالرزاق مار دیا۔ گورنر، صوبائی انٹیلی جنس چیف بھی نشانہ بنے۔ 3 امریکی زخمی ہوئے۔ امریکی بریگیڈیئر جنرل بھی زخمی ہوا۔ ان میں سے عبدالرزاق بالخصوص برملا پاکستان دشمنی میں سرفہرست اور انسانی حقوق کا بدترین مجرم تھا۔ نجانے کیوں پھر بھی ہمارے قوم پرست طبقے نے غائبانہ نماز جنازہ پڑھی اور حکومتی سطح پر بھی تعزیتی پیغامات بھیجے جانے ضروری گردانے گئے۔ کٹھ پتلی اشرف غنی نے جواباً پاکستان پر بے بنیاد الزامات داغے۔ امریکہ نے مزید گھر کا۔

مدارس کو تعلیمی دھارے میں لانے بارے مسائل ان گنت ہیں۔ عصری تعلیم تو لوٹ مار کا ایک نظام ہے۔ بچے پڑھانا ہزاروں لاکھوں کا کھیل ہے! سکول کالج یونیورسٹیاں اکیڈیمیاں! مدارس تو روکھی سوکھی کھا کر جیسے تیسے والدین پر ٹکے کا بوجھ ڈالے بغیر خندہ پیشانی سے صبر وتحمل سے بچے تعلیم سے آراستہ کرتے ہیں۔ وہاں سے ڈھونڈ ڈھانڈ کر رائی کا پہاڑ بنانے کو اکا دکا خبریں لے کر بغلیں بجانے والا میڈیا یا حقائق سامنے نہیں لاتا۔ سکینت، پاکیزگی کا ماحول۔ اس کے برعکس اسلام آباد ہی کے E- سیکٹر میں ایک پنج ستارہ (رہائشی علاقے میں) سکول ہے۔ پیسے کی بہتی گنگا میں تو یہ سبھی ہاتھ دھو رہے ہیں۔ یہاں باآواز بلند ترانہ موسیقی بینڈ میں بجایا بلکہ پھاڑا جاتا ہے۔ قومی ترانے کے الفاظ تو گم ہیں صرف بینڈ باقی ہے۔ (یوں بھی فارسی الفاظ سے ناشناسائی!) وقفے وقفے سے علاقے بھر کا دماغ شل کرتی موسیقی! نجانے بچے کب، کیا پڑھتے ہیں۔ اسلام آباد کے کئی ماڈل سکولوں میں بھی (ماڈل بوائے گرل بنانے کو؟) پیانو رکھوا دیئے جانے کی اطلاع ہے۔ اس تعلیمی دھارے میں موسیقی کے دھارے تو بہت ہیں، اختلاط کے بھی۔ تعلیم کی خبر نہیں۔ مدارس کو تو تباہ نہ کیجئے! انہیں انگریزی پڑھانے کا شوق، اخلاقی تباہی سے بچے ہوئے قوم کے اس قیمتی حصے کی بربادی کا سامان لائے گی۔

دیارِ کذب میں یہ ارتکابِ حق گوئی
یہ جرم ہے تو مجھے بار بار کرنا ہے!

❁❁❁

بقیہ: منبر و محراب

نے فرمایا کہ کوئی مرد کسی عورت کے ساتھ جمع نہیں ہوتا مگر ان کے ساتھ تیسرا شیطان ہوتا ہے۔ آپ ﷺ نے یہ بھی فرمایا کہ عورتوں سے تنہائی میں ملاقات کرنے سے باز رہو۔ اسی طرح شادی سے پہلے لڑکی سے مصافحہ کرنے کی بالکل اجازت نہیں کیونکہ نکاح سے پہلے وہ لڑکے کے لیے نامحرم ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا ہاتھ مبارک کبھی کسی عورت سے نہیں لگا۔ البتہ آپ ﷺ زبان سے عورتوں سے بات کرتے تھے، جب عورتیں زبان سے قبول اسلام کا قول وقرار کرلیتیں تو آپ ﷺ فرماتے کہ جاؤ میں نے تم سے تمہاری بیعت لے لی۔ یعنی آپ ﷺ نے کبھی کسی خاتون سے ہاتھ میں ہاتھ دے کر بیعت نہیں لی۔ ہمارے ہاں تو انتہا یہ ہے کہ بچی کو بڑی اذیت سے گزارہ جاتا ہے کہ اس کو بناؤ سنگھار کروا کر نامحرموں کے سامنے لایا جاتا ہے حالانکہ نبی کریم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ عورت پوری کی پوری ستر ہے۔ جب وہ نکلتی ہے تو شیطان اسے حسین وجمیل کر کے دکھاتا ہے۔ یہ بناؤ سنگھار کی وبا آج اتنی عام ہے کہ بیوٹی پارلر آباد ہی اسی لیے ہیں تا کہ بن سنور کر سب کو دکھایا جائے۔ یہ اللہ کے رسول ﷺ کے فرمان کی بہت بڑی نافرمانی ہے۔ اس سے بچنا چاہیے۔ آج کل ہمارے تعلیمی اداروں میں لمبی لمبی فیسیں دے کر داخلے اس لیے جا رہے ہیں کہ وہاں پر لڑکا اور لڑکی ایک دوسرے کو پسند کریں گے۔ یعنی شادی سے پہلے ہی ہم ان مراحل سے گزر جائیں۔ اس حوالے سے اللہ تعالیٰ کی وعید بھی سن لیں۔

﴿اَلْخَبِيْثٰتُ لِلْخَبِيْثِيْنَ وَالْخَبِيْثُوْنَ لِلْخَبِيْثٰتِ ۚ وَالطَّيِّبٰتُ لِلطَّيِّبِيْنَ وَالطَّيِّبُوْنَ لِلطَّيِّبٰتِ ۚ﴾ ”ناپاک عورتیں ناپاک مردوں کے لیے ہیں اور ناپاک مرد ناپاک عورتوں کے لیے اور پاکباز عورتیں پاکباز مردوں کے لیے ہیں اور پاکباز مرد پاکباز عورتوں کے لیے۔“ (النور 26)

اسی طرح اگر کسی جگہ آپ کو رشتہ پسند نہیں ہے تو بہت اچھے طریقے سے ان کو جواب دے دیں۔ ان کو انتظار کی سولی پر نہ لٹکائیں اور یہ بھی نہ ہو کہ لڑکی کے عیب گنوا کر ان کو جواب دے رہے ہیں جس سے ان کو تکلیف ہو۔ بدقسمتی یہ ہے کہ آج ہمارا سارا ویلیوسٹرکچر بدل چکا ہے۔ ہم سمجھتے ہیں کہ رشتہ میں پہل صرف لڑکے والوں کو ہی کرنا چاہیے؟ حالانکہ دین میں یہ نہیں ہے۔ حضرت عمرؓ کی بیٹی حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا بیوہ ہوگئیں۔ سیدنا عمرؓ کہتے ہیں کہ میں حضرت عثمان ابن عفانؓ کے پاس گیا کہ آپ میری بیٹی سے نکاح کرلیں۔ حالانکہ وہ پہلے سے شادی شدہ تھے۔ حضرت عثمانؓ نے کہا کہ میں سوچ کر بتاؤں گا۔ پھر کچھ دنوں کے بعد حضرت عثمانؓ ان سے ملے تو جواب دیا کہ میری رائے یہ ہے کہ میں ابھی نکاح نہ کروں۔ حضرت عمرؓ کہتے ہیں کہ میں پھر رشتہ لے کر حضرت ابوبکرؓ کے پاس گیا۔ حضرت ابوبکرؓ خاموش رہے اور کوئی جواب نہیں دیا۔ حضرت عمرؓ فرماتے ہیں کہ مجھے عثمانؓ سے زیادہ غصہ ان پر آیا۔ ظاہر ہے جن سے توقع زیادہ ہوتی ہے ان پر غصہ بھی زیادہ آتا ہے۔ آپؓ فرماتے ہیں کہ میں چند راتیں اور انتظار کرتا رہا تو پھر رسول اللہ ﷺ نے حضرت حفصہؓ کے لیے نکاح کا پیغام بھجوا دیا۔ میں نے حفصہؓ کا نکاح آپ ﷺ سے کر دیا۔ پھر ابوبکر صدیقؓ ملے تو انہوں نے کہا کہ میں نے جواب اس لیے نہیں دیا تھا کہ مجھے معلوم ہو گیا تھا کہ رسول اللہ ﷺ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کی خواہش رکھتے ہیں اور مجھ سے یہ بھی نہیں ہوسکتا تھا کہ میں قبل از وقت رسول اللہ ﷺ کا راز فاش کردوں۔ البتہ اگر رسول اللہ ﷺ حفصہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کرنے کا ارادہ چھوڑ دیتے تو بے شک میں حفصہؓ کو اپنے نکاح میں لے لیتا۔ اس واقعے سے پتا چلتا ہے کہ اس میں کوئی حرج نہیں ہے کہ بچی کا والد خود جا کر رشتہ دینے میں پہل کرے۔

رشتہ طے کرنا

ان سب مراحل سے گزرنے کے بعد اگر منظوری آجائے تو تاریخ طے کرلی جائے اسی کو منگنی کہتے ہیں اس کے لیے نہ برادری کے جمع ہونے کی ضرورت ہے نہ مہندی نہ انگوٹھی اور نہ کوئی بڑے اہتمام کی ضرورت ہے۔ اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ کو نکاح کے ان مراحل میں قرآن وسنت کی پیروی کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین! ❁❁

عوام الناس کے لیے حصول علم

تفہیم، درجات اور طریقۂ کار

عبدالمتین لیاری

پیارے نبی محمد مصطفیٰ ﷺ کا فرمان ہے کہ ((طلب العلم فریضة علیٰ کل مسلم)) "علم حاصل کرنا ہر مسلمان کا فریضہ ہے۔"

ذیل میں علم کے متعلق تین باتوں کا سمجھنا ضروری ہے۔

علم ہے کیا ؟

علم سے مراد ان باتوں کا جاننا ہے جن پر عمل کر کے ہم اپنی زندگی با مقصد طریقے سے گزار سکیں، یعنی ہمیں اپنی پیدائش اور دنیا کی پیدائش کا مقصد معلوم ہو سکے اور اس کے ساتھ ساتھ ہمیں اپنی دنیا کی زندگی کس طرح گزارنی ہے یہ بھی ہماری سمجھ میں آ جائے اور علم کا تعلق ہماری زندگی کے ہر ہر معاملے سے ہے یعنی علم ہی ہے جو ہماری پیدائش سے لے کر وفات تک راہنمائی کرتا ہے۔

علم در اصل "جاننے" کا نام ہے ہم زندگی میں بہت سی چیزیں جانتے ہیں لیکن اسلام میں علم کا مطلب ان باتوں کا جاننا ہے جن کے بغیر دین پر عمل کرنا مشکل ہو جاتا ہے اور چونکہ ہماری پیدائش کا مقصد ہی اللہ کی عبادت ہے، لہٰذا اللہ کی عبادت کا صحیح طریقہ تب ہی پتہ چلے گا جب دین اور شریعت کا علم حاصل کیا جائے۔

علم ہر دم ہر وقت

علم حاصل کرتے ہوئے کسی بھی قسم کی رکاوٹ نہیں ہونی چاہیے یعنی علم حاصل کرنے میں وقت، پیشہ، عمر اور کسی مخصوص جگہ کا ہونا ضروری نہیں ہے، بلکہ علم کسی بھی وقت اور عمر میں حاصل کیا جا سکتا ہے، لہٰذا اسکول، کالج، مدرسہ اور مخصوص اوقات یہ سب تو ایک وسیلہ ہے، اصل مقصد تو علم حاصل کرنا ہے۔

کن چیزوں کا علم حاصل کیا جائے؟

پہلے تو یہ سمجھنا چاہیے کہ ہماری زندگی میں دو طرح کے معاملات ہوتے ہیں

1۔ مستقل معاملات 2۔ حادثاتی معاملات

1۔ مستقل علم حاصل کرنے کا مطلب ہے کہ ہم دین کی ان بنیادی باتوں کو سمجھ جائیں جن پر عمل کرنا ہمارے روز کے معمولات کا حصہ ہے اور ان پر عمل کرنا ہر حال میں لازم ہے جیسے:

عقیدے کا جاننا جیسے توحید، رسالت، ختم نبوت

طہارت کے مسائل جیسے وضو، غسل، پاکی ناپاکی کے مسائل وغیرہ

نماز، جمعہ، جنازہ کا طریقہ، اور نماز کے مسائل جیسے فرض، واجب، سنت، سجدہ سہو وغیرہ۔ قرآن پاک کی تلاوت، تجوید، تلفظ، آخری دس سورتوں کا حفظ کرنا وغیرہ۔

روزے کے احکامات جیسے فرض، نفل روزہ، قضا، سحر و افطار کے اوقات وغیرہ۔

اس کے علاوہ روزمرہ کی سنتیں جیسے کھانے، پینے، سونے، جاگنے کی سنتیں وغیرہ

صبح و شام کی مسنون دعائیں، سلام، کلام اور ملاقات کے آداب وغیرہ

2۔ حادثاتی معاملات:

یعنی وہ معاملات جو ہماری زندگی کے عام معمول کا حصہ نہیں لیکن اس سے واسطہ پڑتا رہتا ہے یا کسی بھی وقت پڑ سکتا ہے، لہٰذا ان معاملات کے متعلق اسی وقت علم حاصل کیا جائے گا جب ان کی نوبت آئے مثلاً

زکوٰۃ فرض ہے لیکن ہر ایک پر فرض نہیں ہے بلکہ صرف مالدار پر فرض ہے، لہٰذا جب بھی کسی غریب کے پاس مال آئے گا تو اس پر اس وقت زکوٰۃ کے مسائل کا سمجھنا فرض ہو جائے گا، اسی طرح حج کا معاملہ ہے۔

نکاح طلاق کے مسائل کسی کنوارے کے لیے جاننا لازم نہیں لیکن ایک ایسا شخص جو شادی کے بندھن میں جڑنے جا رہا ہے اس کے لیے ان مسائل کا جاننا لازمی ہے تاکہ وہ ایک دوسرے کے حقوق سمجھ سکیں اور اپنے گھر کو ٹوٹنے سے بچا سکیں۔

کاروبار/ملازمت میں مصروف شخص کے لیے اس بات کو سمجھنا ضروری ہوگا کہ میرا مال رشوت، سود، جوا، سٹہ، انشورنس یا کسی اور وجہ سے حرام تو نہیں بن رہا۔ کہیں ایسا تو نہیں کہ میں حرام کاروبار میں پیسہ لگا رہا ہوں، ایسا تو نہیں کہ میری تنخواہ میں حرام مال کے اثرات آ چکے ہیں۔

لہٰذا ایسے موقع پر اس کے لیے لازم ہے کہ وہ پہلے ان مسائل کا علم حاصل کرے پھر اپنی سرگرمیوں کی ابتدا کرے۔

ان تمام مسائل کا ایک حل یہ ہے کہ عوام اپنے آس پاس کے علمائے کرام کے ساتھ رابطہ رکھیں اور اپنے ہر معاملے میں ان سے رہنمائی لیں۔

علم کی ان دو بنیادی اقسام کے علاوہ یہ جاننا بھی ضروری ہے کہ علم ایک سمندر ہے جس کو جتنا حاصل کیا جائے کم ہے۔ لیکن اس کا حصول ہر ایک پر فرض نہیں بلکہ ہر شخص اپنے ذوق شوق اور اپنی مصروفیات کے مطابق جتنا چاہے علم حاصل کر سکتا ہے، البتہ کچھ چیزیں ایسی ہیں جن کا جاننا بہت زیادہ فائدہ مند ہے مثلاً:

1۔ قرآن کا سمجھ کر پڑھنا یعنی اللہ کی نازل کردہ کتاب کو سمجھنا کہ اس میں ہمارے لیے کیا پیغام ہے۔

2۔ حدیث رسول ﷺ پیارے نبی ﷺ کی باتوں اور آپؐ کے مبارک ارشادات کا جاننا اور اپنی معاشرت اور اخلاقیات کو اسی کے مطابق ڈھالنا۔

3۔ سیرت النبی ﷺ یعنی پیارے رسول محمد مصطفیٰ ﷺ کی مکمل زندگی کے بارے میں جاننا کہ آپ نے مکہ میں کیسی زندگی گزاری اور پھر مدینہ میں کیا کیا۔

4۔ تاریخ اسلام یعنی مسلمانوں کا اپنی تاریخ سے واقفیت حاصل کرنا کہ ہم پہلے کیسے تھے اور ہمارے بڑے کس طرح زندگی گزارتے تھے جیسے صحابہ، تابعین، صوفیائے کرام، علمائے کرام اور آج ہم انہی کے نام لیوا ہو کر کیوں اپنے آپ میں تبدیلی نہیں لا رہے؟

دعائے مغفرت

انا للہ وانا الیہ راجعون

☆ ڈیرہ غازی خان کی رفیقہ تنظیم قضائے الٰہی سے وفات پا گئیں۔

☆ حلقہ کراچی جنوبی کی مقامی تنظیم کلفٹن کے مبتدی رفیق جناب خالد ماجد علی کی والدہ وفات پا گئیں۔

☆ ملتان کینٹ کے مبتدی رفیق جناب زبیر احمد اشتیاق کے والد وفات پا گئے۔
برائے تعزیت: 0300-5011020

☆ حلقہ جنوبی پنجاب کے معتمد شوکت حسین انصاری کے چچازاد بھائی وفات پا گئے۔
برائے تعزیت: 0322-6187858

☆ حلقہ ملاکنڈ کے ملتزم رفیق غلام حمید کے بڑے بھائی وفات پا گئے۔

☆ حلقہ پنجاب جنوبی کے بزرگ رفیق جناب حاجی محمد عباس شاہد کی ہمشیرہ وفات پا گئیں۔
برائے تعزیت: 0300-9687767

☆ نیو ملتان کے نقیب محمود الحق بوٹا گجر کے ماموں وفات پا گئے۔ برائے تعزیت: 0300-7474111

☆ حلقہ جنوبی پنجاب کے منفرد رفیق محمد جمیل اور امیر حمزہ کے بڑے بھائی وفات پا گئے۔
برائے تعزیت: 0302-6955352

اللہ تعالیٰ مرحومین کی مغفرت فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق دے۔ قارئین سے بھی ان کے لیے دعائے مغفرت کی اپیل ہے۔

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَهُمْ وَارْحَمْهُمْ وَاَدْخِلْهُمْ فِیْ رَحْمَتِكَ وَحَاسِبْهُمْ حِسَابًا يَّسِيْرًا

تنظیم اسلامی کا سالانہ اجتماع

اہلِ خیر کی زیارت اور مجلس

سجاد سرور

اہلِ خیر کون؟

اہلِ خیر سے مراد علم اور ایمان کے حامل نیک لوگ ہیں جن کی محبت واجب ہے اس لیے کہ ایمان کا مضبوط کنڈا اللہ تعالیٰ کی خاطر محبت کرنا اور اللہ تعالیٰ کی خاطر بغض رکھنا ہے۔ تو جب انسان کی محبت اللہ کی محبت کے تابع ہو اور اس کا کسی سے بغض اللہ کے لیے بغض کے تابع ہو تو یہی وہ شخص ہے جو اللہ تعالیٰ کا دوست بن جاتا ہے۔

اہلِ خیر کو دوست بنانے کی نصیحت

’’حضرت ابوہریرۃؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا آدمی اپنے دوست کے دین پر ہوتا ہے تو تم میں سے ہر ایک کو چاہیے کہ وہ دیکھے اس کا دوست کون ہے۔‘‘ (ابوداؤد)

اہلِ خیر کے ساتھ بیٹھنے کی فضیلت

حضرت ابوموسیٰ ؓ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ’’نیک ہم نشین اور برے ہم نشین کی مثال خوشبو والے اور بھٹی دھونکنے والے کی طرح ہے پس خوشبو والا یا تو تجھے کچھ ویسے ہی عطا کر دے گا یا تو اس سے خرید لے گا ورنہ تو اس سے عمدہ خوشبو تو پائے گا ہی اور بھٹی دھونکنے والا یا تو تیرے کپڑے جلا دے گا ورنہ تو اس بدبو کو تو پائے ہی گا۔‘‘ (رواہ مسلم)

اہلِ خیر کی زیارت کرنے کی فضیلت

حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ’’ایک آدمی اپنے ایک بھائی سے ملنے کے لیے ایک دوسرے گاؤں گیا تو اللہ تعالیٰ نے اس کے راستے میں ایک فرشتے کو اس کے انتظار کے لیے بھیج دیا جب اس آدمی کا اس کے پاس سے گزر ہوا تو فرشتہ کہنے لگا کہاں کا ارادہ ہے اس آدمی نے کہا اس گاؤں میں میرا ایک بھائی ہے میں اس سے ملنا چاہتا ہوں فرشتہ نے کہا کیا اس نے تیرے اوپر کوئی احسان کیا ہے کہ تو جس کا بدلہ دینا چاہتا ہے اس آدمی نے کہا نہیں سوائے اس کے کہ میں اس سے صرف اللہ کے لیے محبت کرتا ہوں۔ فرشتے نے کہا تیری طرف اللہ کا پیغام لے کر آیا ہوں کہ اللہ بھی تجھ سے اسی طرح محبت کرتا ہے کہ جس طرح تو اس دیہاتی آدمی سے محبت کرتا ہے۔‘‘ (رواہ مسلم)

حضرت ابو ہریرۃ ؓ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’’جو شخص کسی بیمار کی بیمار پرسی کرے یا محض اللہ کے لیے اپنے بھائی کی زیارت کرے تو ایک پکارنے والا با آواز بلند کہتا ہے کہ تجھے مبارک ہو اور تیرا چلنا خوش گوار ہو، تجھے جنت میں ٹھکانہ نصیب ہو۔‘‘ (رواہ الترمذی)

حضرت معاذ بن جبل ؓ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ’’اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ان لوگوں کے ساتھ میرا محبت کرنا ایک طے شدہ امر ہے جو محض میری رضامندی وخوشنودی کی خاطر آپس میں میل جول محبت رکھتے ہیں، محض میری خوشنودی کی خاطر اور میری حمد وثناء کرنے کے لیے ایک دوسرے کے ساتھ بیٹھتے ہیں، محض میری رضا وخوشنودی کی خاطر ایک دوسرے سے ملاقات کرتے ہیں اور محض میری رضا وخوشنودی کی خاطر اپنا مال خرچ کرتے ہیں۔

ترمذی کی روایت میں یوں ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جو لوگ میری عظمت وجلال کے سبب آپس میں میل جول محبت رکھتے ہیں ان کے لیے آخرت میں نور کے منبر ہوں گے جن انبیاء وشہداء بھی رشک کریں گے۔‘‘ (مشکوٰۃ شریف)

حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ’’سات آدمی ایسے ہیں جن کو اللہ اپنے سایہ میں سایہ عطا کرے گا۔ جس دن اس کے علاوہ کوئی سایہ نہ ہوگا ایک عادل بادشاہ، دوسرا وہ جوان جس کی پرورش اللہ کی عبادت میں ہوئی ہو، تیسرا وہ آدمی جس کا دل مساجد میں اٹکا ہوا ہو، چوتھے وہ دو آدمی جن کی دوستی اللہ کے لیے ہو اسی پر جمع ہوں اور اسی پر جدا ہوں پانچواں وہ آدمی جس کو کوئی نسب وجمال والی عورت بلائے (برائی کی طرف) تو وہ کہے میں اللہ سے ڈرتا ہوں، چھٹا وہ آدمی جو صدقہ اس طرح چھپا کر دیتا ہے کہ اس کے دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ کے دینے کی خبر نہ ہو۔ ساتواں وہ آدمی جو خلوت میں اللہ کا ذکر کرے تو اس کی آنکھیں بہہ پڑیں۔‘‘ (متفق علیہ)

آدمی جس سے محبت رکھتا ہے روزِ قیامت اس کے ساتھ ہوگا

حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آیا اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ! آپ اس کے متعلق کیا فرماتے ہیں جو کسی قوم سے محبت کرے اور اس کو نہ پائے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’’آدمی اس کے ساتھ ہوگا جس سے محبت کرتا ہوگا۔‘‘ (متفق علیہ)

حضرت ابوہریرہ ؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’’اگر دو بندے محض اللہ کی خوشنودی کی خاطر آپس میں محبت رکھیں، خواہ ان میں سے ایک مشرق میں ہو اور دوسرا مغرب میں تو بلاشبہ اللہ ان کو قیامت کے دن یکجا کر دے گا۔ (تاکہ وہ ایک دوسرے کی شفاعت کریں جنت میں ایک دوسرے کے ساتھ رہیں) نیز اللہ تعالیٰ (فرشتے کی زبانی یا براہ راست خود ان میں سے ہر ایک سے) فرمائے گا کہ یہ بندہ وہ ہے جس سے تو میری خاطر محبت رکھتا تھا۔‘‘ (مشکوٰۃ شریف)

کتب احادیث میں اہلِ خیر کی زیارت اور ان کی صحبت اختیار کرنے اور ان سے محبت کرنے کے جو فضائل بیان کیے گئے ہیں اس سے اس کی اہمیت کا اندازہ ہوتا ہے۔ دینی جماعتوں کے اجتماعات میں شرکت کرنا ان فضائل کے حصول کا ذریعہ ہے۔ تنظیم اسلامی اپنے رفقاء کے لیے مختلف نوعیت کے اجتماعات مقامی اور مرکزی سطح پر منعقد کرتی رہتی ہے۔ ان سب میں سالانہ اجتماع ایک خاص اہمیت کا حامل ہے۔

سالانہ اجتماع میں ملک کے طول وعرض سے آئے ہوئے ہم مقصد ساتھیوں کے ساتھ ملاقات کا موقع ملنا بھی ہمارے لیے نہایت ہی باعث برکت ہے ایسے لوگوں کے لیے اللہ تعالیٰ کی محبت واجب ہوجاتی ہے جو خالصتاً اللہ تعالیٰ کی رضا اور دین سے تعلق کی بنیاد پر ایک دوسرے سے محبت کرتے، ایک دوسرے سے ملاقات کرتے اور ایک دوسرے پر خرچ کرتے ہیں۔

امید کی جاتی ہے کہ تمام رفقاء سالانہ اجتماع میں اسی جذبے سے شرکت کریں گے۔ اللہ تعالیٰ ہمارے اس جان ومال کے انفاق کو قبول کرے اور ہم سے راضی ہوجائے۔

❁❁❁

بیعت کا تزکیہ نفس میں کردار

حافظ محمد مشتاق ربانی

بیعت تزکیہ نفس میں اہم کردار ادا کرتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہمارے آقا محبوب رب العالمین ﷺ نے کئی مواقع پر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے بیعت لی۔ بیعت دراصل ایک عہد ہے جو کسی نیک شخص سے کیا جاتا ہے۔ بیعت نہ صرف تحریک کا موجب ہے بلکہ باطنی طہارت کے لیے بھی اہم کردار ادا کرتی ہے۔ یہ حقیقت میں ایک reminder کا کام کرتی ہے۔ ضروری نہیں کہ ایک شخص جس نے بیعت کی ہو وہ بالکل برائیوں سے بچ جائے لیکن یہ ایک حقیقت ہے کہ اس کا اچھا اثر پڑتا ہے۔ جیسے عہد الست بربکم ہمیں درست سمت کی طرف کھینچتا ہے۔ اسی طرح بیعت ہمیں صحیح راستے کی طرف گامزن کرتی ہے۔ سورہ الممتحنہ میں جو خواتین سے متعلق بیعت آئی ہے اس میں برائیوں سے بچنے کا ذکر ہوا ہے اور باقاعدہ برائیوں کا نام آیا ہے۔ بیعت رضوان کا اپنا ایک کردار ہے۔ اس بیعت نے صحابہ کرامؓ میں ایک ولولہ پیدا کر دیا۔ صحابہ کرامؓ ہر قربانی دینے کے لیے تیار ہو گئے۔ آج کل کئی لوگ بیعت سلوک سے منسلک ہوتے ہیں۔ لیکن ان کے عمل میں وہ گرمی محفل اور عمل میں وہ حرارت نہیں ہوتی۔ بیعت سے اس میں سرگرمی پیدا ہونی چاہیے۔ بیعت کا ہرگز یہ مطلب نہیں کہ جمود اور اندھی تقلید پیدا ہو۔

قرآن مجید اور حدیث مبارکہ دونوں میں اس کا ذکر آیا ہے۔ اگر کوئی شخص کسی سے بیعت ہو جائے تو ہمیں اس کو غلامی سے تعبیر نہیں کرنا چاہیے۔ ایک مسلمان صرف اللہ اور اس کے رسول ﷺ کا غلام ہو سکتا ہے۔ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی غیر مشروط اطاعت ہے۔ رسول اللہ ﷺ کی اطاعت ہر حال میں ہوگی۔ بیعت کے باوجود اپنے شیخ سے اختلاف ہو سکتا ہے۔ سوچنے اور سمجھنے کی بالکل پابندی نہیں ہونی چاہیے۔ پیارے پیغمبر ﷺ کے علاوہ ہر کسی کی اطاعت مشروط ہوگی اور معروف میں ہوگی۔

بیعت اگرچہ فرض نہیں البتہ ذاتی تزکیہ کے لیے پسندیدہ عمل ہے اور فرائض دینی کی ادائیگی کے لیے تحریک کا باعث بنتی ہے۔ ایک مسلمان پر اس کے بہتر اثرات مرتب ہوتے ہیں۔ لیکن اگر کوئی اس سے محروم ہو تو اس کو مورد الزام نہیں ٹھہرانا چاہیے۔ کسی سے بیعت ہونے کا ہرگز یہ مطلب نہ لیا جائے کہ کوئی فرقہ وجود میں لایا جا رہا ہے۔ تمام مسلمان ایک امت ہیں۔ امت کا حصہ ہوتے ہوئے ضرورت کے تحت ایک پارٹی بنا سکتے ہیں اور وہ پارٹی امت کا ایک جز رہے گی۔ یہ الجماعۃ کا درجہ نہیں حاصل کر سکتی۔ بعض مذہبی دانشور سمجھتے ہیں کہ نئی جماعت سے الجماعۃ کے مفہوم پر اثر پڑتا ہے۔ حالانکہ نئی جماعت کا مقصد اگر اسلام کا احیاء ہو تو وہ الجماعۃ کو مضبوط کرے گی۔ یہ پارٹی اس لیے ہوگی تاکہ امر بالمعروف ونہی عن المنکر کا فریضہ ادا کرنے میں آسانی پیدا ہو۔ اس پارٹی کو بنانے والوں کی اہم ذمہ داری ہے کہ وہ اس کو فرقہ بننے سے بچائیں۔ اس پارٹی میں شمولیت کے لیے بیعت کے طریقہ کو اختیار کیا جا سکتا ہے۔ بیعت میں یقیناً منکرات سے بچنے کا ایک عہد ہوگا۔ جس کے ہاتھ پر بیعت کی گئی اس کی ذمہ داری ہے کہ وہ اپنے کارکنوں کے تزکیہ کے لیے لائحہ عمل تیار کرے۔ ان کے لیے ورکشاپس منعقد کرے تاکہ وہ اخلاق وعمل کو بہتر بنا سکیں۔ جس سے بیعت کی گئی وہ بھی انسان ہے۔ اس سے غلطیاں ہو سکتی ہیں۔ اس کی غلطی پر اس کو توجہ دلانی چاہیے تاکہ وہ اپنی اصلاح کر سکے۔ ہر بات پر محاذ نہیں بنانا چاہیے۔ ایسے شخص کی دل سے عزت واحترام کرنا چاہیے۔ اگر آپ کو کوئی بنیادی اختلاف ہے تو بھلے طریقے سے الگ ہو سکتے ہیں۔ کئی لوگ بیعت کرنے کے لیے ایسے انسان کی تلاش میں رہتے ہیں جو کامل ہو۔ کامل صرف نبی آخر الزماں ﷺ اور دیگر انبیاء ہیں۔ ان ہستیوں کے علاوہ ہر کسی سے خطائیں ہوتی ہیں۔ ہمیں انسانوں کے بارے ایسے معیار نہیں قائم کرنے چاہئیں کہ ان معیارات پر کوئی انسان اُتر ہی نہ سکے۔ زمینی حقائق کو پیش نظر رکھنا چاہیے۔

کسی جماعت میں شمولیت کے لیے دو طریقے ہیں۔ ایک جمہوری طریقہ یعنی فارم پر کرنا اور دوسرا بیعت کے ذریعہ سے۔ اگر ان دونوں میں بہتر کا انتخاب کیا جائے تو بیعت کا طریقہ ہے۔ لیکن دوسرا بھی حرام نہیں ہے۔ بیعت سے ایک روحانی تعلق پیدا ہو جاتا ہے۔ لوگوں میں سنجیدگی پیدا ہو جاتی ہے۔ بیعت سے امیر اور شیخ کی ذمہ داری ہے کہ وہ اپنے مریدین کو فعال کرے اور ان میں تحریک پیدا کرے۔ اپنے لوگوں کی خوابیدہ صلاحیتوں کو اجاگر کرے۔ ❁❁

ضرورت رشتہ

☆ بیٹی، عمر 21 سال، تعلیم، آئی سی ایس، قد 5.2 کے لیے دینی مزاج کے حامل برسر روزگار تعلیم یافتہ، لڑکے کا رشتہ درکار ہے۔

برائے رابطہ: 0334-4113225

☆ رفیق تنظیم کو اپنی بیٹی، عمر 27 سال، تعلیم ایم اے، شہادۃ الخاصہ، قد 5 فٹ، خوبصورت، کے لیے دینی مزاج کے حامل برسر روزگار، تعلیم یافتہ لڑکے کا رشتہ درکار ہے۔

برائے رابطہ: 0306-4343831

☆ لاہور میں رہائش پذیر اہلحدیث فیملی کو اپنی بیٹی، عمر 25 سال، تعلیم ایم اے، ایم ایڈ شہادۃ الخاصہ، قد 5 فٹ کے لیے دینی مزاج کے حامل برسر روزگار لڑکے کا رشتہ درکار ہے۔

برائے رابطہ: 0306-4286306

☆ بیٹی، عمر 20 سال، تعلیم آئی کام، قد 5.5، خوبصورت، کے لیے دینی مزاج کے حامل، تعلیم یافتہ، برسر روزگار لڑکے کا رشتہ درکار ہے۔

برائے رابطہ: 0334-4113225

☆ لاہور میں رہائش پذیر فیملی کو اپنی بیٹی، عمر 27 سال، قد 5 فٹ، تعلیم ایم اے، ایم ایڈ، کے لیے دینی مزاج کے حامل، تعلیم یافتہ، برسر روزگار لڑکے کا رشتہ درکار ہے۔

برائے رابطہ: 0306-4286306

☆ لاہور میں رہائش پذیر ملک فیملی کو اپنی بیٹی، عمر 27 سال، تعلیم بی ایس ماس کمیونیکیشن کے لیے دینی مزاج کے حامل، تعلیم یافتہ، برسر روزگار لڑکے کا رشتہ درکار ہے۔

برائے رابطہ: 0300-4649416

☆ لاہور میں رہائش پذیر فیملی کو اپنی بیٹی، عمر 25 سال، تعلیم ایم اے کے لیے دینی مزاج کے حامل، تعلیم یافتہ، برسر روزگار لڑکے کا رشتہ درکار ہے۔

برائے رابطہ: 0316-4374705

Allah’s Promise is True

“In the Qur’ān we have explained things to people in myriad ways. But no matter what Sign you bring to them, those who are resolved upon denying the Truth will say: ‘You are given to falsehood.’ Thus does Allah seal the hearts of those who have no knowledge. Therefore, (O Prophet), have patience. Surely Allah’s promise is true. Let those who lack certainty not cause you to be unsteady.” ***(Al Qur’ān – 30:58-60)***

The believers should be so firmly anchored in their conviction that there should be no reason whatsoever for enemies to consider them so feeble hearted that they can be overpowered by the latters’ hue and cry, cowed down by their campaigns of calumny and slander, demoralized by their taunts and ridicules, intimidated by their threats, overawed by their display of strength and by their persecution, or be tempted by their allurements.

Nor should the believers feel persuaded to make any compromise with enemies under the spell of any plea. On the contrary, such enemies should find the believers so vigilant as regards their objectives, so mature and deeply entrenched in their beliefs, so determined in their resolve, and so firm in their character that no threat can frighten them, nor can any price howsoever high cajole them, nor any danger, loss or suffering deflect them from their chosen path and nor can their religious faith ever be a matter of bargain. This is thanks to the Qur’ān’s consummate eloquence: “Let those who lack certainty not cause you unsteady.”

Show Mercy to Fellows

“If you are merciful to your fellow beings, Allah will be merciful to you in the Heaven.” ***(Muslim)***

“Whoever alleviates the sufferings of a Muslim, Allah will lighten his gloom.” ***(Bukhari and Muslim)***

Islam gives utmost importance to service to humanity. It teaches the believers to alleviate the sufferings of fellow beings. This act of caring for others is elevated on par with worship to Allah *(SWT)*. If anyone of our fellow beings falls sick or suffers from some ailment, this eventuality throws dual responsibility on our shoulders. One is submission unto the Will of Allah *(SWT)*, the Exalted *(SWT)*. And the other responsibility is to have deep sense of service to humanity at large. The sick belong to the strata of society which is depraved, emaciated and utterly helpless, and as such deserves our highest sympathies. They attract our deep sympathies for the prime reason that not only are they incapable of rendering any help to others but are also themselves dependent on and deserving of others’ help. Therefore, it becomes the foremost duty of a Muslim to look after them, and to care and nurse them with due care and compassion.

<u>Courtesy</u>: ***http://radianceweekly.in/***

﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوا ادۡخُلُوۡا فِى السِّلۡمِ كَآفَّةً﴾

تنظیمِ اسلامی کا سالانہ

کُل پاکستان اجتماع

16، 17، 18 نومبر 2018ء

(بروز جمعہ، ہفتہ، اتوار)

بمقام **مرکزی اجتماع گاہ، بہاولپور**

منعقد ہو رہا ہے (ان شاء اللہ العزیز)

((قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى وَجَبَتْ مَحَبَّتِى لِلْمُتَحَابِّيْنَ فِىَّ وَالْمُتَجَالِسِيْنَ فِىَّ وَالْمُتَزَاوِرِيْنَ فِىَّ وَالْمُتَبَاذِلِيْنَ فِىَّ))

''اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتے ہیں کہ میری محبت لازم ہو گئی ان کے لیے جو میری خاطر ایک دوسرے سے محبت کرتے اور مل بیٹھتے ہیں اور ایک دوسرے کی زیارت کو جاتے اور ایک دوسرے پر مال خرچ کرتے ہیں''۔

(مستدرك حاكم، كتاب البر والصلة، موطا امام مالك كتاب الشّعر، باب السّنة فى الشّعر)

تمام رفقاء کو شرکت کی بھرپور دعوت ہے

تفصیلات کے لیے اپنے مقامی نظم سے رجوع کیجیے!

المعلن: ناظم اعلیٰ تنظیم اسلامی فون: 79-35473375(042)

امیر تنظیم اسلامی کا پیغام...... رفقائے تنظیم کے نام

نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

محترم رفقائے تنظیم اسلامی ——— السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہٗ

میں آج تنظیم اسلامی کے سالانہ اجتماع کے حوالہ سے آپ سے مخاطب ہوں اور یہ اعلان کرتے ہوئے خوشی محسوس کر رہا ہوں کہ ان شاء اللہ العزیز اس سال تنظیم اسلامی کا آل پاکستان سالانہ اجتماع 17,16 اور 18 نومبر کو منعقد ہوگا۔ ہمارے سالانہ Planner میں اس حوالہ سے انہی تاریخوں کا اعلان کیا گیا تھا اور اللہ کی رحمت سے اُمید واثق ہے کہ ہم طے شدہ تاریخوں میں ان شاء اللہ یہ اجتماع منعقد کر سکیں گے (السعیُ منا و الاتمام من اللّٰہ)۔ میری تنظیم کے تمام رفقاء سے یہ گزارش ہے کہ وہ دینی اور تنظیمی زندگی کے اس نہایت اہم اور گرانقدر موقع کو ہاتھ سے جانے نہ دیں، بلکہ اس میں شرکت کے ارادے سے بھرپور تیاریوں کا آغاز آج ہی سے کر دیں۔ میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کی دست گیری فرمائے اور اجتماع میں شرکت کے حوالہ سے اگر کوئی ظاہری رکاوٹیں ہوں تو انہیں دور فرمائے، آمین یا ربّ العالمین۔ محض یاددہانی کے طور پر چند گزارشات آپ کی خدمت میں رکھنا چاہتا ہوں: پہلی بات یہ ہے کہ ہم سب جانتے ہیں کہ صرف اللہ کی رضا کی خاطر، صرف دینی اور تحریکی تقاضے کی ادائیگی کی خاطر سفر کی مشقت اور صعوبت برداشت کرنا اور اس راہ میں اپنا مال خرچ کرنا اپنی جگہ بہت بڑا کارِ خیر ہے اور بہت بڑے اجر و ثواب کا موجب بھی ہے۔ مزید برآں مسلسل تین دن دنیا کے تمام بکھیڑوں سے کٹ کر اپنے دینی اور تحریکی فکر کو از سرِ نو تازہ کرنا، فکر انگیز اور ایمان افروز خطابات سے فیض یاب ہونا موجبِ اجر و ثواب ہے جو ہمارے لیے ایک نعمتِ غیر مترقبہ سے کم نہیں۔ اس فکری اوور ہالنگ کے نتیجہ میں اللہ کی رحمت سے امید ہے کہ ہمارے جذبۂ عمل میں بھی خاطر خواہ اضافہ ہوگا، ان شاء اللہ۔ مزید برآں اس موقع پر ملک بھر سے آئے ہوئے تحریکی ساتھیوں سے ملاقات اور تعارف کا موقع ملنا اپنی جگہ نہایت خوش آئند بھی ہے اور ربّ کی رضا کے حصول کا ذریعہ بھی ہے۔ وہ احادیث قدسیہ بھی ہمارے لیے نہایت حوصلہ افزائی کا موجب ہیں جن کا تذکرہ ہر اجتماع کے موقع پر ہوتا ہے اور یقیناً وہ سب کو از بر ہوگا۔ ((وَجَبَتْ مَحَبَّتِیْ لِلْمُتَحَابِّیْنَ فِیَّ وَالْمُتَجَالِسِیْنَ فِیَّ وَالْمُتَزَاوِرِیْنَ فِیَّ وَالْمُتَبَاذِلِیْنَ فِیَّ))۔ رفقاء محترم! ہم سب بحمداللہ خدمتِ دین اور اقامتِ دین کی جدوجہد کے لیے کوشاں ہیں، اس کا اصل حاصل بھی تو رضائے ربّ کا حصول ہے اور اس جدوجہد میں اللہ کی رضا کی خاطر ساتھیوں کا ایک دوسرے سے محبت کرنا اللہ کی نگاہ میں نہایت قیمتی عمل ہے۔ حاصل کلام یہ ہے کہ اجتماع میں شرکت ہمارے لیے اللہ کی رحمت کے بے شمار دروازے کھولنے کا موجب بنے گی، شرط یہ ہے کہ ہم اس سے شعوری طور پر بھرپور فائدہ اُٹھائیں۔ اللّٰھم وفقنا لھٰذا۔

آخری بات جس کی طرف توجہ دلانا چاہوں گا وہ یہ ہے کہ دین کے تمام کاموں میں اخلاصِ نیت کی بہت اہمیت ہے۔ مشہور فرمانِ نبوی ﷺ ہے ((اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ وَ اِنَّمَا لِکُلِّ امْرِیٍٔ مَا نَوٰی))۔

ہمارا ایمان ہے کہ اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے۔ اگر ہم نیک نیتی کے ساتھ اور نیک عزائم کے ساتھ سالانہ اجتماع میں شرکت کریں گے تو اللہ کی رحمت سے قوی امید ہے کہ اس اجتماع میں شرکت ہمارے لیے دینی، علمی اور تحریکی ہر اعتبار سے خیر و برکت کا ذریعہ بنے گی۔ بصورت دیگر اللہ کی رضا کے حصول کی بجائے شدید اندیشہ ہے کہ ہم اللہ کی ناراضگی مول لیں گے۔ اعاذنا اللّٰہ من ذٰلک۔

والسلام علیکم ورحمۃ اللہ

امیر تنظیم اسلامی حافظ عاکف سعید عفی عنہ

Vol: 27 | Regd. No. C.P.L NO.114 | No.43

Weekly **Nida-e-Khilafat** Lahore

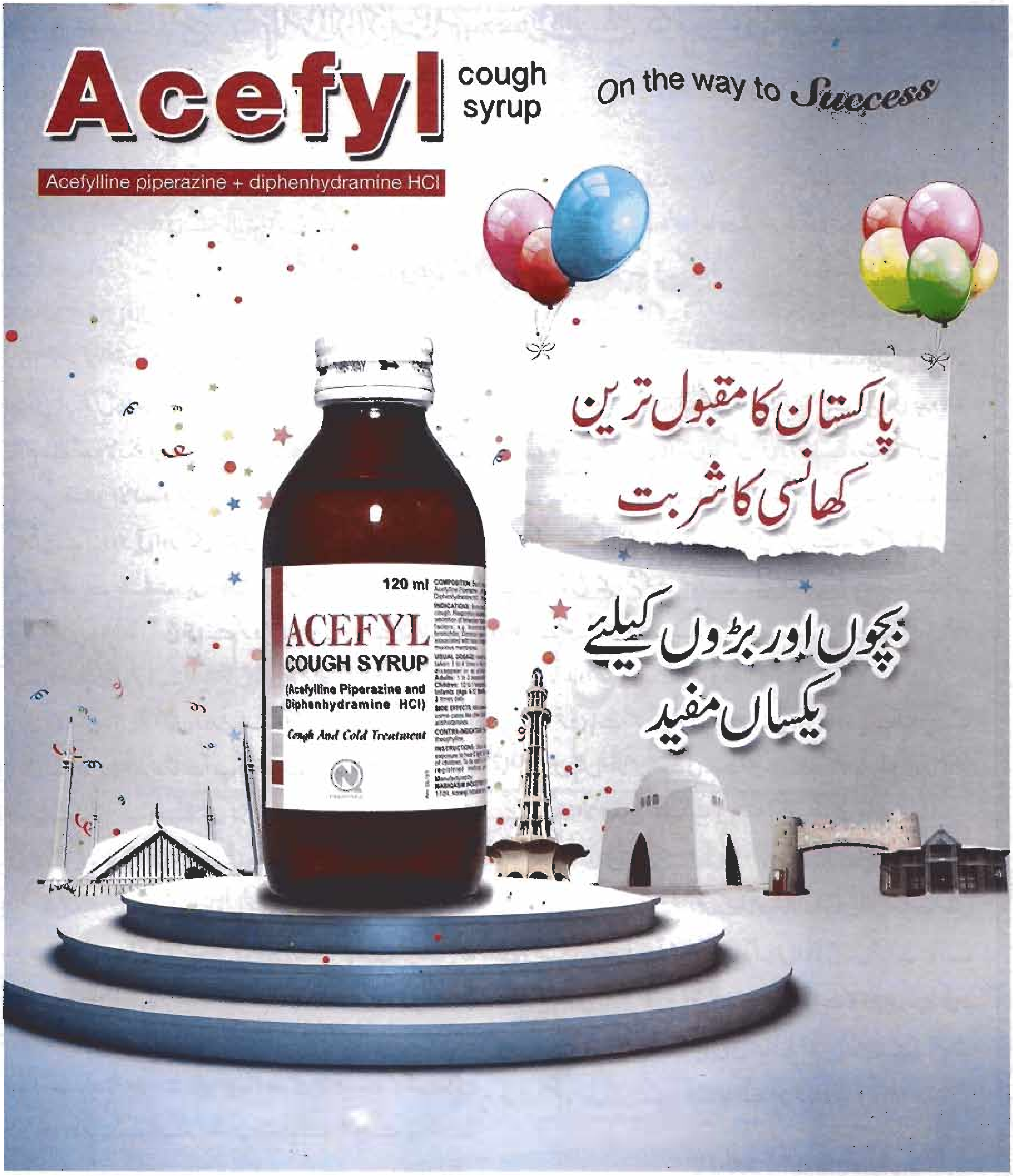

PHARMA

NABIQASIM INDUSTRIES (PVT) LTD
5th Floor, Commerce Centre, Hasrat Mohani Road, Karachi-Pakistan
Email: info@nabiqasim.com website: www.nabiqasim.com UAN 111-742-762

your Health our Devotion